

# شیخ الاسلام امام سلیمان بن مهران الاعمش



2	..... امام اعش رحمہ اللہ کا نام و نسب، پیدائش، اور صفات
5	..... امام اعش رحمہ اللہ کی توثیق و تعدیل
16	..... امام اعش رحمہ اللہ اور علوم قرآنی
19	..... امام اعش رحمہ اللہ کی عبادت
20	..... امام اعش رحمہ اللہ پر وضع حدیث کا الزام
24	..... امام اعش رحمہ اللہ اور تشیع
27	..... کیا امام اعش رحمہ اللہ غیر فقیہ تھے؟
31	..... امام اعش رحمہ اللہ کے شیوخ و اساتذہ
33	..... امام اعش رحمہ اللہ کے تلامذہ
35	..... مراسیل امام اعش رحمہ اللہ
41	..... امام اعش رحمہ اللہ اور تدلیس
63	..... امام اعش رحمہ اللہ کے بعض اقوال و عقائد
66	..... امام اعش رحمہ اللہ کی وفات

## امام اعمش رحمہ اللہ کا نام و نسب، پیدائش، اور صفات

### نام و نسب:

آپ کا مکمل نام ہے: سلیمان بن مہران الأسدی الکاہلی۔

آپ بنی کاہل کے آزاد کردہ غلام تھے اور اسی لئے آپ کو "الکاہلی" کہا جاتا ہے۔ "کاہل" سے مراد کاہل بن أسد بن خزیمہ ہے۔ اور أسد بن خزیمہ کی نسبت سے آپ کو الأسدی بھی کہا جاتا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ مہران ویلم کے کسی معرکہ میں گرفتار ہوئے، دوسرا بیان یہ ہے کہ اعمش کو کوفہ کے بنی کاہل کے ایک شخص نے خریدا تھا اور خرید کر آزاد کر دیا، بہر حال اتنا مسلم ہے کہ اعمش ابتدا میں غلام تھے اور اس غلامی کی نسبت سے وہ کاہلی اور اسدی کہلاتے ہیں۔ آپ کی کنیت أبو محمد ہے۔

آپ اصلاری نامی جگہ کے نواحی سے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ اپنی والدہ کے گاؤں طبرستان کے علاقے میں پیدا ہوئے پھر بچپن میں ہی آپ کو کوفہ لے آیا گیا۔ اسی وجہ سے آپ کو الکوفی کی نسبت سے جانا جاتا ہے۔

آپ کا لقب الأعمش ہے، اور اسی لقب سے آپ زیادہ مشہور ہیں۔ اعمش کا مطلب ہے کمزور بینائی والا اور یہ لقب آپ کو اس لئے دیا جاتا ہے کیونکہ آپ کی بینائی کمزور تھی۔

### پیدائش:

امام اعمش سیدنا حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت والے دن پیدا ہوئے۔

چنانچہ، امام ابن سعد، فضل بن دکین اور وکیع بن جراح سے نقل کرتے ہیں کہ:

"وُلِدَ الْأَعْمَشُ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَذَلِكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فِي الْمَحْرَمِ سَنَةَ سِتِّينَ"

"اعمش حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت والے دن یعنی محرم میں یوم عاشورہ کے دن

سن 60 ہجری میں پیدا ہوئے"

(طبقات الکبری: 6/343)

**نوٹ:** یہاں پر 60 کی جگہ 61 آنا چاہیے تھا کیونکہ اسی سال سیدنا حسین کی وفات ہوئی۔ اور اس بات کی

تصحیح دیگر محدثین نے کر دی ہے، چنانچہ ابواسحاق الذہلی فرماتے ہیں:

"ولد عمر بن عبد العزيز، وهشام بن عروة، والزهرى وقتادة، والأعمش ليالي قتل الحسين ابن علي،

وقتل سنة إحدى وستين"

"عمر بن عبد العزیز، ہشام بن عروہ، زہری، قتادہ، اور اعمش حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت والے

دن پیدا ہوئے اور آپ کی شہادت 61 ہجری کو ہوئی۔"

(تاریخ بغداد: 9/6)

اسی طرح امام علی فرماتے ہیں:

"وذكروا أن أبا الأعمش مهران شهد مقتل الحسين، وأن الأعمش ولد يوم قتل الحسين، وذلك يوم

عاشوراء سنة إحدى وستين"

"علماء نے بیان کیا ہے کہ اعمش کے والد مہران حسین کے قتل کے شاہد تھے، اور اعمش حسین کے قتل

والے دن پیدا ہوئے، اور یہ 61 ہجری کے عاشورہ کا دن تھا۔"

(تاریخ بغداد: 9/7)

اور امام ابن حبان فرماتے ہیں:

"مولده السنة التي قتل فيها الحسين بن علي بن أبي طالب سنة إحدى وستين"

"آپ کا سال پیدائش 61 ہجری ہے جس میں حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔"

## صفات و فضل:

امام اعمش مالی لحاظ سے نہایت ہی غریب اور فقیر انسان تھے۔ امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ میں نے اعمش کو چٹری کا لباس بگڑی حالت میں پہنے ہوئے دیکھا اور ایک شلوار جس کے دھاگے ان کے پاؤں پر لٹک رہے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء)

اس کے باوجود آپ علم کی دولت سے بھرپور سرشار تھے۔ آپ کو اپنے دور میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا سب سے بڑا عالم کہا جاتا تھا۔

آپ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا لیکن ان سے روایت نہیں لی۔ اگرچہ اعمش کا آغاز غلامی سے ہوا، لیکن ان میں تحصیل علم کی فطری استعداد تھی، کوفہ میں ان کی نشوونما ہوئی، اس لیے آگے چل کر وہ کوفہ کی مسند علم و افتا کی زینت بنے، ان کے علمی اور عملی کمالات پر تمام ارباب سیر و طبقات کا اتفاق ہے، ابن حجر اور حافظ ذہبی ان کو عابد مرتاض علامۃ الاسلام و شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کرتے ہیں، (تذکرۃ الحفاظ: ۱۳۸/۱ و تہذیب التہذیب: ۴/۲۲۳) عیسیٰ بن یونس کہتے تھے کہ ہم نے اور ہمارے قبل والے قرن کے لوگوں نے اعمش کا مثل نہیں دیکھا۔ ان کو جملہ مذہبی علوم میں یکساں دستگاہ حاصل تھی، ابن عیینہ کا بیان ہے کہ اعمش کتاب اللہ کے بڑے قاری، احادیث کے بڑے حافظ اور علم فرائض کے ماہر تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ: ۱۳۸/۱)

قرآن کے ساتھ ان کو خاص ذوق تھا اور علوم قرآنی میں وہ "راس العلم" شمار کیے جاتے تھے (تہذیب التہذیب: ۴/۲۲۳) ہشیم کا بیان ہے کہ میں نے کوفہ میں اعمش سے بڑا قرآن کا قاری نہیں دیکھا (تاریخ خطیب: ۶/۹) قرآن کا مستقل درس دیتے تھے؛ لیکن آخر عمر میں کبر سنی کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا، لیکن

شعبان میں تھوڑا قرآن ضرور سناتے تھے، قرأت میں وہ عبد اللہ بن مسعودؓ کے پیرو تھے، ان کی قرأت اتنی مستند تھی کہ لوگ اس کے مطابق اپنے قرآن درست کرتے تھے۔

(ابن سعد: ۲۳۸/۶)

## امام اعمش رحمہ اللہ کی توثیق و تعدیل

**1-** امام قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود رحمہ اللہ (المتوفی 120) امام اعمش کے استاد اور

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے، فرماتے ہیں:

"ليس بالكوفة أعلم بحديث ابن مسعود من سليمان الأعمش"

"کوفہ میں سلیمان الاعمش سے زیادہ ابن مسعود کی حدیث کا کوئی عالم نہیں"

(العلل ومعرفۃ الرجال روایۃ عبد اللہ: 6016، واسنادہ صحیح)

**2-** امام اسحاق بن راشد بیان کرتے ہیں:

"كان الزهري إذا ذكر أهل العراق ضعف علمهم. قال قلت: إن بالكوفة مولى لبني أسد يروي أربعة آلاف حديث. قال: أربعة آلاف! قال قلت: نعم. إن شئت جئتك ببعض علمه. قال: فجيء به.

فأتيته به. قال فجعل يقرأ وأعرف التغيير فيه وقال: والله إن هذا لعلم. ما كنت أرى أحدا يعلم هذا"

"امام زہری جب بھی اہل عراق کا ذکر کرتے تو ان کے علم کو ضعیف بتلاتے تھے۔ تو میں نے ان سے کہا

کہ کوفہ میں بنی اسد کا ایک غلام (اعمش) ہے جس کو چار ہزار حدیثیں یاد ہیں۔ زہری نے بڑے تعجب

سے پوچھا 'چار ہزار؟ میں نے کہا ہاں چار ہزار، اگر آپ فرمائیں تو میں ان کا کچھ حصہ لا کر پیش کروں؟

چنانچہ میں لے آیا۔ زہری اس کو پڑھتے جاتے تھے اور حیرت سے ان کا رنگ بدلتا جاتا تھا۔ مجموعہ ختم

کرنے کے بعد فرمایا: خدا کی قسم علم اسے کہتے ہیں۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ کسی کے پاس احادیث کا اتنا بڑا ذخیرہ بھی محفوظ ہو گا۔"

(طبقات ابن سعد: 6/332، اسنادہ صحیح)

### 3- امام اعمش فرماتے ہیں:

"كنت إذا اجتمعت أنا وأبو إسحاق جئنا بحديث عبد الله غضا"

"جب میں اور ابو اسحاق جمع ہوتے تو ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث کو محفوظ کیا کرتے تھے۔"

(طبقات ابن سعد: 6/332، اسنادہ صحیح)

امام اعمش ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"سمعت من أبي صالح ألف حديث"

"میں نے ابو صالح سے ایک ہزار احادیث سنی"

(العلل و معرفة الرجال رواية عبد الله: 2910، 5588)

### 4- امام شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ (المتوفی 160) فرماتے ہیں:

"سليمان أحب إلينا من عاصم"

"سليمان (الاعمش) همیں عاصم سے زیادہ محبوب ہیں۔"

(العلل و معرفة الرجال رواية عبد الله: 4136)

ایک دوسری جگہ امام شعبہ نے فرمایا:

"ما شفاني أحد من الحديث ما شفاني الأعمش"

"حدیث میں مجھ کو جو تشفی اعمش سے ہوئی وہ کسی سے نہیں ہوئی۔"

(تاریخ بغداد: 9/11، اسنادہ صحیح)

### 5- امام ابو عوانہ (المتوفی 175 یا 176) فرماتے ہیں:

"كانت للأعمش عندي بضاعة فكنت أقول له: ربحت لك كذا وكذا. قال وما حركت بضاعته

بعد"

"میرے پاس اعمش کا کچھ علمی ذخیرہ موجود تھا۔ میں کہتا کہ آپ نے بڑا سرمایہ جمع کیا ہے۔ آپ

فرماتے کہ مجھے اس سرمائے کے علاوہ کسی اور سرمایہ کی ضرورت نہیں۔"

(طبقات ابن سعد: 6/332، واسنادہ صحیح)

**6-** امام ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ (المتوفی 183 ھ) فرماتے ہیں:

"ما رأيت بالكوفة أحداً أقرأ لكتاب الله، ولا أجود حديثاً من الأعمش"

"میں نے کوفہ میں اعمش سے بڑا قرآن کا قاری نہیں دیکھا، اور نہ ان سے بڑا حدیث کا ماہر دیکھا

ہے۔"

(حلیۃ الاولیاء: 5/50، واسنادہ صحیح)

**7-** امام عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق السبئی رحمہ اللہ (المتوفی 187 ھ) فرماتے ہیں:

"ما رأينا في زماننا مثل الأعمش، ولا الطبقة الذين كانوا قبلنا، ما رأينا الأغنياء والصلّطين في

مجلس قط أحقر منهم في مجلس الأعمش وهو محتاج إلى درهم"

"ہم نے اپنے زمانے اور ہمارے قبل والے زمانے میں اعمش کا مثل نہیں دیکھا۔ اعمش کے فقر

واحتمیاج کے باوجود ہم نے ان سے زیادہ امراء اور سلاطین کو کسی کی مجلس میں حقیر نہیں پایا۔"

(حلیۃ الاولیاء: 5/47، وتاریخ بغداد: 9/9، واسنادہ صحیح)

**8-** امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ (المتوفی 194 ھ) فرماتے ہیں:

"كنا نسمي الأعمش سيد المحدثين"

"ہم اعمش کو سید المحدثین یعنی محدثین کا سردار کہتے تھے۔"

(تاریخ بغداد: 9/12، واسنادہ صحیح)

**9-** امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (المتوفی 198ھ) نے آپ سے روایات لی ہیں اور آپ کی تعریف کی ہے (دیکھیں عنوان "امام اعمش رحمہ اللہ کی عبادت")۔

امام یحییٰ القطان اپنے نزدیک صرف ثقہ لوگوں سے ہی روایت لیتے ہیں۔

**10-** سہل بن حلیمہ فرماتے ہیں کہ امام سفیان بن عیینہ (المتوفی 198ھ) نے فرمایا:

"سبق الأعمش أصحابه بأربع خصال: كان أقرأهم للقرآن، وأحفظهم للحديث، وأعلمهم

بالفرائض، ونسيت أنا واحدة"

"اعمش نے اپنے اصحاب کو چار چیزوں میں پیچھے چھوڑ دیا ہے: پہلی وہ ان میں قرآن کی قراءت کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے، وہ ان میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ تھے، اور فرائض کو ان میں سب سے زیادہ جانتے تھے راوی یعنی سہل کہتے ہیں کہ چوتھی چیز جو انہوں نے کہی تھی میں بھول گیا ہوں"

(تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: 1879 بحوالہ موسوعہ اقوال ابن معین: 2/262، واسنادہ صحیح)

**11-** امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ (المتوفی 196 یا 197ھ) فرماتے ہیں:

"الأعمش أحفظ لإسناد إبراهيم من منصور"

"اعمش ابراہیم (نخعی) کی اسناد کے منصور (بن معتمر) سے زیادہ بڑے حافظ ہیں۔"

(سنن الترمذی: تحت ح 70 واسنادہ صحیح)

**12-** امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سليمان بن مهران الأعمش، ثقة"

"سليمان بن مهران الاعمش ثقة ہیں۔"

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 4/146 بحوالہ موسوعہ اقوال ابن معین: 2/266، واسنادہ صحیح)

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:



"كان الأعمش جليلا جدا"

"اعمش نہایت جلیل القدر شخصیت تھے۔"

(سؤالات الآجری: 1 / 203)

ابن طہمان روایت کرتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا:

"عاصم بن بہدلة ثقة لا بأس به، وهو من نظراء الأعمش، والأعمش أثبت منه"

"عاصم بن بہدلہ (یعنی ابن النجود) ثقہ ہیں ان میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ اعمش کے ہم عصر

ساتھیوں میں سے ہیں، البتہ اعمش ان سے بھی زیادہ ثبت ہیں۔"

(سؤالات ابن طہمان: رقم 157)

ایک دوسری جگہ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

"(أصح الأسانيد) الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله"

"اسانید میں سب سے صحیح اسناد اعمش عن ابراہیم عن علقمہ عن عبد اللہ (بن مسعود) ہے"

(معرفہ علوم الحدیث للحاکم: 1 / 99)

**13-** امام علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نظرت فإذا الإسناد يدور على ستة... ابن شهاب الزهري... عمرو بن دينار... قتادة بن

دعامة... يحيى بن أبي كثير... أبو إسحاق... وسليمان بن مهران."

"میں نے تحقیق کی تو دیکھا کہ اسناد کا دار و مدار چھ لوگوں پر ہے (یعنی زیادہ تر اسانید کی بنیاد ان پر

ہے، اور وہ ہیں)۔۔۔ ابن شہاب الزہری، عمرو بن دینار، قتادہ بن دعامہ، یحییٰ بن ابی کثیر، ابو

اسحاق، اور سلیمان بن مہران الاعمش"

(علل لابن المدینی: ص 36-37)

مزید براں امام ابن مدینی فرماتے ہیں:

"كان أبو إسحاق وسليمان الأعمش أعلم أهل الكوفة بمذهب عبد الله وطريقه والحكم بعد هذين وكان سفيان بن سعيد أعلم الناس بهذين وبحديثهم وبطريقهم وكان يحيى بن سعيد القطان يحب سفيان ويحب هذا الطريق ولا يقدم عليه أحد"

"ابو اسحاق اور سليمان الاعمش اہل کوفہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مذہب اور ان کے طریقے کو سب سے زیادہ جاننے والوں میں سے تھے۔ اور حکم کا نمبر ان دو کے بعد آتا ہے۔ اور امام سفيان بن سعيد (الثوري) ان دو (یعنی ابو اسحاق اور اعمش) اور ان کی حدیث اور طریقے کو لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ امام یحییٰ بن سعید القطان سفيان کو (اس سند کے لئے) پسند کرتے تھے وہ اس سلسلۂ اسناد کو بہت پسند کرتے تھے اور اسے کسی دوسری اسناد پر فوقیت نہ دیتے تھے۔"

(علل لابن المدینی: ص 46)

**14-** امام احمد سے پوچھا گیا کہ ابو صالح سے روایت کرنے میں سہیل اور اعمش میں سے کون آپ کو زیادہ پسند ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "الأعمش أحب إلينا" کہ اعمش ہمیں زیادہ پسند ہے۔

(العلل ومعرفة الرجال رواية عبد الله: 3288)

امام احمد سے پوچھا گیا، "ابو حصین اور اعمش میں سے کون بڑا ہے؟" تو آپ نے فرمایا: "أبو حصين أكبر من الأعمش، والأعمش أحب إلي، الأعمش أعلم بالعلم والقرآن من أبي حصين، وأبو حصين من بني أسد، وكان شيخاً صالحاً"

"ابو حصین عمر میں اعمش سے بڑے ہیں، لیکن اعمش مجھے زیادہ محبوب ہیں (کیونکہ) اعمش علم وقرآن کے ابو حصین سے زیادہ عالم تھے۔ اور ابو حصین بھی بنی اسد سے تھے اور وہ صالح شیخ تھے۔"

(سؤالات ابن ہانی: 2166)

ایک دوسری جگہ امام احمد سے پوچھا گیا، عاصم بن ابی النجود اور اعمش میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا:

"الأعمش أحب إلي، وهو صحيح الحديث، وهو محدث"

"اعمش مجھے زیادہ محبوب ہیں، ان کی حدیث صحیح ہے اور وہ محدث ہیں۔"

(سؤالات ابن ہانی: 2179)

عبد اللہ بن احمد روایت کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

"منصور، والأعمش، أثبت من حماد وعاصم"

"منصور اور اعمش حماد اور عاصم سے زیادہ ثبت ہیں"

(العلل ومعرفه الرجال: 4512)

ابن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے اعمش کے متعلق پوچھا: "هو حجة في الحديث؟" کہ کیا

وہ حدیث میں حجت تھے؟ تو آپ نے فرمایا: "نعم" ہاں۔

(سؤالات ابن ہانی: 2347)

**15-** امام محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی رحمہ اللہ (المتوفی 242ھ) فرماتے ہیں:

"ليس في المحدثين أثبت من الأعمش، ومنصور بن المعتمر وهو ثبت أيضا، وهو أفضل من

الأعمش، إلا أن الأعمش اعرف بالمسند وأكثر مسندا منه"

"محدثین میں اعمش سے زیادہ اثبت کوئی نہیں اور منصور بن المعتمر بھی ثبت ہیں بلکہ اعمش سے زیادہ

افضل ہیں لیکن اعمش ان سے زیادہ مسند کو جاننے والے اور زیادہ روایتیں بیان کرنے والے ہیں۔"

(تاریخ بغداد: 12/9، واسنادہ صحیح)

**16-** امام ابو حفص عمرو بن علی الفلاس رحمہ اللہ (المتوفی 249ھ) فرماتے ہیں:

"كان الأعمش يسمى المصحف من صدقه"

"اعمش اپنی صداقت کے اعتبار سے مصحف کہے جاتے تھے۔"

(تاریخ بغداد: 12/9، واسنادہ صحیح)

**17-** امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی 256ھ) نے اپنی مشہور کتاب "صحیح

بخاری" میں بے شمار مقامات پر امام اعمش سے روایت لی ہے جن کی تعداد تقریباً 376 ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک امام اعمش زبردست ثقہ امام تھے۔

**18-** امام مسلم بن الحجاج النیسابوری رحمہ اللہ (المتوفی 261ھ) نے اپنی مشہور کتاب "صحیح مسلم"

میں بے شمار روایات لی ہیں جن کی تعداد تقریباً 278 ہے۔

معلوم ہوا کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک امام اعمش ثقہ امام تھے۔

**19-** امام ابو الحسن العسکری رحمہ اللہ (المتوفی 261ھ) نے انہیں اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا اور فرمایا:

"ثقة، كوفي، وكان مُحدث أهل الكوفة في زمانه"

"آپ ثقہ کوفی تھے، اور آپ اپنے زمانے میں اہل کوفہ کے محدث تھے۔"

(الثقات للعسکری: 1/204)

**20-** امام ابو زرہ الرازی رحمہ اللہ (المتوفی 264ھ) فرماتے ہیں:

"سليمان الاعمش امام"

"سليمان الاعمش امام تھے۔"

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 4/147)

**21-** امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ عنہ (المتوفی 277ھ) فرماتے ہیں:

"الأعمش ثقة يحتج بحديثه"

"اعمش ثقہ تھے اور ان کی حدیث سے حجت پکڑی جاتی ہے۔"

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 4/147)

**22-** امام یعقوب بن سفیان الفسوی رحمہ اللہ (المتوفی 277ھ) فرماتے ہیں:

"وحدیث سفیان وأبي إسحاق والأعمش ما لم يعلم أنه مدلس يقوم مقام الحجة"

"سفیان، ابواسحاق، اور اعمش کی حدیث سے حجت پکڑی جائے گی الا یہ کہ کسی حدیث میں معلوم ہو جائے کہ وہ مدلس ہے۔"

(المعرفہ والتاریخ: 2/637)

**23-** امام ابو عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ (المتوفی 279ھ) نے اپنی مشہور کتاب سنن الترمذی میں بے شمار مقامات پر امام اعمش کی روایات کی تصحیح کی ہے اور ایک جگہ پر آپ نے امام اعمش کی روایت کو منصور بن معتمر کی روایت پر فوقیت دیتے ہوئے فرمایا:

"ورواية الأعمش أصح"

"اعمش کی روایت منصور سے زیادہ صحیح ہے"

(سنن الترمذی: تحت ح 70، 756)

**24-** امام ابو عبد الرحمن النسائی رحمہ اللہ (المتوفی 303ھ) فرماتے ہیں:

"ثقة ثبت"

"اعمش ثقة ثبت ہیں"

(تہذیب الکمال للہمزنی: 12/89)

**25-** امام ابو بکر ابن خزیمہ رحمہ اللہ (المتوفی 311ھ) نے اپنی صحیح اور کتاب التوحید میں بے شمار روایتیں امام اعمش سے روایت کی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام اعمش ابن خزیمہ کے نزدیک ثقہ صدوق تھے۔

**26-** امام ابو حاتم ابن حبان البستی رحمہ اللہ (المتوفی 354ھ) نے امام اعمش کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے (ت 3014)، اور ان سے کئی روایتیں اپنی صحیح میں روایت کی ہیں۔

**27-** امام ابو الحسن الدارقطنی رحمہ اللہ (المتوفی 385ھ) نے امام اعمش کی ایک روایت کے تحت فرمایا:

"صحیح ، إسناده حسن ورواته کلهم ثقات"

"یہ حدیث صحیح ہے اس کی اسناد حسن ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں"

(سنن الدار قطنی: ج 182 نیز دیکھیں ج 442، 443)

ایک دوسری جگہ آپ نے اعمش کے متعلق فرمایا:

"هو أحفظ لحديث أبي وائل من واصل بن حيان"

"وہ ابو وائل کی حدیث کے واصل بن حیان سے بڑے حافظ ہیں"

(الالزامات والتتبع: 1/158)

اسی طرح فرماتے ہیں:

"الأعمش أثبت من أشعث وأحفظ منه"

"اعمش اشعث سے زیادہ ثبت اور بڑے حافظ ہیں"

(سنن الدار قطنی: ج 3964)

**28-** امام ابو عبد اللہ الحاکم رحمہ اللہ (المتوفی 405) نے المستدرک میں بے شمار مقامات پر امام اعمش کی

حدیث سے حجت پکڑی ہے اور ان کی اسانید کو صحیح کہا ہے۔

اور ایک جگہ پر فرماتے ہیں:

"والأعمش أعرف بحديث الحكم من غيره"

"اعمش حکم کی حدیث کو دوسروں کی نسبت زیادہ جانتے ہیں"

(مستدرک: 1/501)

**29-** امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی 748ھ) امام اعمش کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے

ہیں:

"الإمام شيخ الإسلام شيخ المقرئين والمحدثين أبو محمد الأسدي الكاهلي مولا هم الكوفي

الحافظ"

"امام، شیخ الاسلام، قاریوں اور محدثین کے شیخ، ابو محمد الاسدی الکاہلی ان کے آزاد کردہ غلام،  
الکوفی، الحافظ"

(سیر اعلام النبلاء: 6/227)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"الحافظ الثقة شیخ الإسلام أبو محمد سليمان بن مهران الأسدي الكاهلي... وكان رأساً في  
العلم النافع والعلم الصالح"  
"حافظ، ثقہ، شیخ الاسلام، ابو محمد سلیمان بن مہران الاسدی الکاہلی۔۔۔ آپ علم نافع اور علم صالح  
میں سردار تھے۔"

(تذکرۃ الحفاظ: 1/116)

میزن میں فرماتے ہیں:

"أحد الأئمة الثقات، عداؤه في صغار التابعين، ما نقموا عليه إلا التدليس"  
"آپ آئمہ ثقات میں سے تھے۔ آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ پر کسی قسم کی کوئی جرح  
نہیں ہے سوائے تدلیس کے"

(میزان الاعتدال: 2/224)

**30-** حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (المتوفی 852ھ) فرماتے ہیں:

"ثقة حافظ عارف بالقراءات، ورع، لكنه يدلس"  
"آپ ثقہ حافظ تھے اور علم قراءات سے خوب واقف اور پرہیزگار تھے۔ لیکن آپ تدلیس بھی  
کرتے تھے۔"

(تقریب التہذیب: 2615)

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"وهذا الإسناد مما ذكر أنه أصح الأسانيد وهي ترجمة الأعمش عن إبراهيم النخعي عن علقمة

عن بن مسعود"

"یہ سند جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے تمام اسانید میں سے سب سے صحیح اسناد ہے یعنی اعمش عن ابراہیم النخعی

عن علقمة عن ابن مسعود"

(فتح الباری: 9/107)

ایک دوسری جگہ فرمایا:

"أبو معاوية هو محمد بن خازم بمعجمتين عن الأعمش سليمان بن مهران عن أبي صالح ذكوان

تكرر كثيرا وهو من أصح الأسانيد"

"ابو معاویہ کا نام محمد بن خازم ہے دو نقطوں کے ساتھ، وہ اعمش سلیمان بن مہران سے روایت کرتے

ہیں وہ ابو صالح ذکوان سے روایت کرتے ہیں، یہ سند کثرت سے پائی جاتی ہے، اور یہ تمام اسانید میں

سب سے صحیح اسناد ہے۔"

(فتح الباری: 1/260)

نوٹ: دنیا کی کوئی ایسی صحیح، سنن، مسند، مستدرک، مستخرج، موطا، مصنف وغیرہ نہیں جس میں امام اعمش

کی حدیث نہ ہو، کیونکہ امام اعمش کا شمار مجموعہ حدیث کے سب سے اہم اور مرکزی راویوں میں ہوتا ہے

جیسا امام ابن المدینی نے صراحت کی ہے۔ اور آپ تمام محدثین و علماء کے نزدیک متفقہ طور پر ثقہ ہیں

اور آپ کی احادیث سے حجت پکڑی جاتی ہے۔

امام اعمش رحمہ اللہ اور علوم قرآنی



قرآن کے ساتھ امام اعمش کو خاص ذوق تھا اور علوم قرآنی میں وہ راس العلم شمار کیے جاتے تھے۔ آپ سیدنا عبد اللہ بن مسعود کی قراءت کی مہارت اور روایت کی وجہ سے مشہور ہیں۔

**1- امام اعمش خود فرماتے ہیں:**

"لولا القرآن لكنت بقالا"

"اگر قرآن نہ ہوتا تو میں ایک پنساری ہوتا۔"

(المعرفة والتاريخ ليعقوب بن سفيان: 2/636)

**2- امام ابو اسحاق السبعي رحمہ اللہ (المتوفى 129ھ) فرماتے ہیں:**

"ما بالكوفة منذ كذا وكذا سنة أقرأ من رجلين في بني أسد عاصم والأعمش، أحدهما لقراءة عبد

الله، والآخر لقراءة زيد"

"اتنے سال سے کوفہ میں بنی اسد کے دو لوگوں سے بڑا قاری کوئی نہیں آیا اور وہ دو عاصم اور اعمش

ہیں۔ ایک عبد اللہ (بن مسعود) سے اپنی قراءت (کے لئے مشہور ہے) اور دوسرا (یعنی عاصم) زید

سے قراءت کے لئے۔"

(تاريخ بغداد: 8/9)

**3- امام ابن سعد (المتوفى 230) فرماتے ہیں:**

"كان الأعمش صاحب قرآن وفرائض وعلم بالحديث. وقرأ عليه طلحة بن مصرف القرآن. وكان

يقرئ الناس ثم ترك ذلك في آخر عمره. وكان يقرأ القرآن في كل شعبان على الناس في كل يوم

شيئا معلوما حين كبر وضعف. ويحضر من مصاحفهم فيعارضونها ويصلحونها على قراءته. وكان

أبو حيان التيمي يحضر مصحفا له كان أصح تلك المصاحف فيصلحون على ما فيه أيضا. وكان

الأعمش يقرأ قراءة عبد الله بن مسعود. وكان الأعمش قرأ على يحيى بن وثاب. وقرأ يحيى بن

وثاب علی عبید بن نضیلة الخزاعي. وقرأ عبید بن نضیلة علی علقمة. وقرأ علقمة علی عبد الله.

"اعمش قرآن، علم فرائض، اور علم حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ طلحہ بن مصرف نے آپ پر قرآن کی قراءت کی ہے۔ آپ لوگوں کو قرآن کا مستقل درس دیتے تھے لیکن آخر عمر میں بڑھاپے کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ پھر بھی آپ ہر شعبان میں ہر روز لوگوں کو قرآن میں سے کچھ نہ کچھ ضرور سناتے۔ لوگ ان کے پاس اپنے اپنے قرآن لاتے، ان کے سامنے پیش کرتے اور ان کی تصحیح کراتے اور علم قراءت سیکھتے۔

ابو حیان التیمی کے پاس ان مصاحف میں سے سب سے اصح مصحف تھا، آپ نے اسے ان کے سامنے پیش کیا تو آپ نے اس (میں جو جھوٹی سی بھی غلطی تھی اس) کی بھی تصحیح کر دی۔ قراءت میں وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیرو تھے۔

امام اعمش نے علم قراءت یحییٰ بن وثاب سے لیا، اور یحییٰ بن وثاب نے عبید بن نضیلة الخزاعی سے لیا، اور عبید بن نضیلة نے علقمة سے لیا، اور علقمة نے قراءت کا علم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لیا۔"

(طبقات الکبریٰ: 6/331)

#### 4- امام ابو الحسن العسکری رحمہ اللہ (المتوفی 261) فرماتے ہیں:

"كان الأعمش كثير الحديث، وكان عالمًا بالقرآن رأسًا فيه، وكان قرأ علي يحيى بن وثاب، وكان فصيحًا، لا يلحن حرفًا، وكان عالمًا بالفرائض... ولم يكن في زمانه من طبقته أكثر حديثًا منه"

"اعمش كثير الحديث تھے۔ اور آپ قرآن کے سب سے بڑا عالم تھے۔ آپ نے یحییٰ بن وثاب پر قراءت کی اور آپ نہایت فصیح تھے کہ ایک حرف کی بھی غلطی نہ کرتے تھے۔ آپ فرائض کے بھی

عالم تھے۔۔۔ اور آپ کے زمانے میں آپ کے طبقہ کے لوگوں میں سے کسی نے آپ سے زیادہ احادیث روایت نہیں کیں۔"

(الثقات للمعجمي: 1/205)

## امام اعمش رحمہ اللہ کی عبادت

**1-** ابراہیم بن محمد بن عرعرہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (المتوفی 198ھ) کو سنا، آپ جب بھی اعمش کا ذکر کرتے تو کہتے:

"كان من النساك، وكان محافظا على الصلاة في الجماعة، وعلى الصف الأول، قال يحيى: وهو علامة الإسلام"

"اعمش عباد وزاہدوں میں سے تھے۔ آپ ہمیشہ جماعت کے ساتھ صف اول میں نماز کا اہتمام کرتے تھے۔ آپ علامۃ الاسلام تھے۔"

(حلیۃ الاولیاء: 5/50، وتاریخ بغداد: 9/9، واسنادہ صحیح)

**2-** امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ (المتوفی 196 یا 197ھ) فرماتے ہیں:

"كان الأعمش قريبا من سبعين سنة لم تفتته التكبير الأولى"

"اعمش سے ستر سال تک تکبیر اولیٰ تک قضاء نہیں ہوئی۔"

(حلیۃ الاولیاء: 5/49، واسنادہ صحیح)

**3-** عبد اللہ بن داؤد الخریبی رحمہ اللہ (المتوفی 213ھ) فرماتے ہیں:

"مات الأعمش يوم مات وما خلف أحدا من الناس أعبد منه، قال: وكان صاحب سنة"

"اعمش نے اپنے بعد کسی کو اپنے سے بڑا عبادت گزار نہیں چھوڑا۔ اور وہ صاحب سنت تھے۔"

(تاریخ بغداد: 9/9، واسنادہ صحیح)

**4-** امام عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ (المتوفی 211ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے ہمیں مجھے خبر دی ہے کہ ایک دفعہ امام اعمش رات کو نیند سے اٹھ کر قضائے حاجت کے لئے گئے تو آپ کو پانی میسر نہ ہوا تو آپ نے اپنے ہاتھ دیوار پر مارے اور تیمم کیا، اور جا کر سو گئے۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"أخاف أن أموت على غير وضوء"

"مجھے خوف ہے کہ کہیں بغیر وضوء کی حالت میں مجھے موت نہ آجائے۔"

(حلیۃ الاولیاء: 49/5، واسنادہ صحیح الی عبد الرزاق)

**5-** امام ابو نعیم الاصبہانی رحمہ اللہ (المتوفی 430ھ) فرماتے ہیں:

"سليمان الأعمش ومنهم الإمام المقرئ، الراوي المفتي، كان كثير العمل، قصير الأمل، من ربه

راهبا ناسكا، ومع عبادته لاعبا ضاحكا"

"سليمان الأعمش بہت بڑے امام، قاری، راوی، اور مفتی تھے۔ آپ بہت زیادہ عبادات کرتے اور بہت کم خواہشات کرتے، آپ اپنے رب سے راہب اور زاہد بن کر رہتے اور اپنی عبادات کے باوجود آپ ہنسی مزاق بھی کیا کرتے تھے۔"

(حلیۃ الاولیاء: 46/5)

## امام اعمش رحمہ اللہ پر وضع حدیث کا الزام

بعض اہل بدعت ایک مکذوبہ روایت کی بنا پر امام اعمش پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ احادیث گھڑا کرتے تھے اور اس بات کا اعتراف انہوں نے خود اپنی وفات کے وقت کیا ہے۔

چنانچہ حافظ جوزجانی اپنی کتاب احوال الرجال میں نقل کرتے ہیں کہ:

"حدثني أحمد بن فضالة وإبراهيم بن خالد عن مسلم بن إبراهيم عن حماد بن زيد قال قال الأعمش

حين حضرته الوفاة أستغفر الله وأتوب إليه من أحاديث وضعناها في عثمان"

"حماد بن زيد نقل کرتے ہیں کہ جب اعمش کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے کہا: میں اللہ سے استغفار

کرتا ہوں اور جو احادیث ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ پر وضع کی تھیں ان سے میں توبہ کرتا ہوں۔"

(احوال الرجال للمجوزجانی: 1/192)

دکتر عبد العليم البستوي کتاب احوال الرجال کے محقق اس خبر کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"رحم الله الإمام الجوزجاني لم يكن يليق به أن يذكر مثل هذه الرواية في كتابه ، فالأعمش ثقة حجة

لم يؤخذ عليه سوى التدليس ، ومثل هذه الرواية الواهية لا تقدر فيه بعد أن اتفق الأئمة على توثيقه ،

والجوزجاني نفسه بدأ كتابه هذا برواية رواها من طريق الأعمش وقد سبق أن شهد له بصدق اللسان

وعده في رؤوس محدثي أهل الكوفة .

وهذه الرواية وإن كان رجالها ثقات لكنها لا تثبت عن الأعمش لأن حماد بن زيد بصري والأعمش

كوفي ، ولم يذكر حماد أنه حضر وفاة الأعمش إذن فلا بد من أنه سمعها من شخص آخر لم يصرح

به هنا فالرواية منقطعة غير ثابتة .

وعلى فرض صحتها عن الأعمش يكون معنى ( وضعناها ) أي جمعناها وألفناها ، هذا ما جاء في

نسختنا ، ولا نعرف للكتاب نسخة أخرى حتى نتمكن من المقارنة والتأكد ، والذي يغلب على ظني

أن صحة الرواية هي ( وضعنا بها من عثمان ) يقال : وضع منه فلان أي حط من درجته ( لسان

العرب 8 : 397 ) ووضع عنه : حط من قدره ، ( تريب القاموس 4 : 623 ) ، وكأن الأعمش ندم

على بعض رواياته التي رواها عن غيره وفيها نيل من عثمان رضي الله عنه ، ويؤيد ذلك أني لم أجد

أحدا من أئمة هذا الشأن من مترجمي الأعمش ذكر هذه الرواية عن الجوزجاني لا إقرارا ولا إنكارا

رغم اطلاعهم على الكتاب وكثرة اقتباسهم منه ، وسكوتهم عن مثل هذا مستبعد جدا لأنهم ردوا على

الجوزجاني وعلى غيره ما هو أقل من هذا بكثير في حق من هو أقل من الأعمش بكثير . انتهى النقل  
منه "

" اللہ امام جوزجانی پر رحم کرے یہ ان کے شایان شان نہیں کہ وہ اس قسم کی روایت اپنی کتاب میں نقل کریں۔ اعمش ثقہ اور حجت تھے ان پر کسی نے تدلیس کے علاوہ کسی قسم کا کلام نہیں کیا ہے۔ اور ائمہ کا امام اعمش کی توثیق میں متفق ہونے کے بعد اس قسم کی واہیات روایات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ امام جوزجانی نے خود بھی اپنی اس کتاب کا آغاز ایک ایسی روایت سے کیا ہے جسے انہوں نے امام اعمش کے طریق سے نقل کیا ہے اور اسی کتاب میں پیچھے یہ بھی گزر چکا ہے کہ جوزجانی نے خود بھی امام اعمش کے صدق اللسان یعنی سچی زبان والا ہونے کی شہادت دی ہے اور آپ نے انہیں کوفہ کے کبار محدثین میں شمار کیا ہے۔

جہاں تک اس روایت کی سند کا تعلق ہے تو اگرچہ اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں لیکن یہ امام اعمش سے ثابت نہیں ہے کیونکہ حماد بن زید بصری تھے جبکہ امام اعمش کوفی تھے اور حماد نے یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ انہوں نے امام اعمش کو ان کی وفات کے وقت پایا تھا یا نہیں لہذا یہ کہنا بعید نہیں ہے کہ انہوں نے یہ بات کسی دوسرے شخص سے سنی ہے جس کا انہوں نے یہاں ذکر نہیں کیا ہے لہذا یہ روایت منقطع اور غیر ثابت ہے۔

اور اگر اس کی صحت کو قبول بھی کر لیا جائے تو بھی اس روایت میں "وضعناھا - ہم نے وضع کی ہیں" کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے جمع کی ہیں اور تالیف کی ہیں۔ یہی لفظ (یعنی وضعناھا) ہمارے نسخے میں ہے اور ہمیں اس کتاب کے کسی اور نسخے کے بارے میں علم نہیں ہے کہ اس سے مقارنہ کیا جاسکے۔ ہمارا غالب ظن یہی ہے کہ اس روایت کی صحت اس طرح ہے "وضعنا بھا من عثمان" جس طرح کہا جاتا ہے کہ

فلاں نے اس سے وضع کیا یعنی اس کے درجے کو گھٹایا (لسان العرب: 8/397) اور وضع عنہ یعنی: حیثیت یا قدر سے گرانا (ترتیب القاموس: 4/623)۔ گویا امام اعمش اپنی بعض روایات جو انہوں نے دوسروں سے روایت کیں جن میں عثمان رضی اللہ عنہ کو بے وقدر کیا گیا تھا ان پر نادم تھے (کہ انہوں نے یہ روایتیں ان سے کیوں نقل کیں)۔

اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مجھے اس فن کے کسی ایک بھی امام کا قول نہیں ملا جنہوں نے امام اعمش کا ترجمہ لکھا ہو جس میں انہوں نے جوز جانی کی یہ روایت نقل کی ہو نہ ہی اس کے اقرار میں اور نہ ہی اس کے انکار میں کوئی ایک بھی قول موجود ہے حالانکہ جوز جانی کی یہ کتاب تمام محدثین کے علم میں رہی ہے اور انہوں نے اس کتاب سے کثرت سے اقتباسات بھی نقل کیے ہیں اور ان سب کا اس روایت پر سکوت کرنا بہت بعید ہے کیونکہ انہوں نے جوز جانی وغیرہ پر اس سے کم اور ہلکی باتوں پر اور اعمش سے بہت کم درجے کے راویوں کے حق میں بھی کافی مقامات پر رد لکھے ہیں۔ "انتہی

میں کہتا ہوں کہ جوز جانی کے علاوہ اس روایت کو ابو العباس نے <sup>المفجعين</sup> میں بھی روایت کیا ہے جیسا کہ مغلطی نے صراحت کی ہے اور اس میں لفظ وضع نہیں ہے۔ چنانچہ مغلطی نقل کرتے ہیں:

"قال أبو العباس في كتاب «المفجعين» تأليفه ومن نسخة هي أصل سماعنا وقيل إنها كتبت عنه نقلت: ثنا عبد الله ثنا مسلم سمعت حماد بن زيد يقول: قال الأعمش في مرضه الذي مات فيه:

اللهم إني أستغفرك من أحاديث صغتها في عثمان رضي الله عنه"

"حماد بن زيد کہتے ہیں کہ اعمش نے اپنے مرض الموت کے وقت کہا: اے اللہ میں ان احادیث سے معافی مانگتا ہوں جنہیں میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق ترتیب دیا / جمع کیا ہے۔"

(اکمال تہذیب الکمال: 6/97)

اس روایت میں وضع کا کوئی لفظ نہیں ہے اور اس سے محقق کی بات کی بھی تائید ہوتی ہے کہ مذکورہ بالا روایت میں وضع کا معنی جمع کرنے کے معنی میں ہے۔

لہذا امام اعمش پر یہ الزام بالکل غلط ہے۔ اعمش کبار ثقہ حفاظ میں سے تھے، اور وہ وضع حدیث سے بہت دور تھے۔ اگر اس روایت میں لفظ وضع کو گھڑنے کے معنی میں بھی قبول کر لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ ان کے زمانے یا ان سے قبل میں بعض وضاعین نے عثمان رضی اللہ عنہ کی مذمت میں احادیث گھڑی ہوں گی اور امام اعمش نے اپنی جوانی یا طلب حدیث کی شروعات میں ان سے وہ روایات تدریس یا تسویہ کے ذریعے نقل کر دی ہوں گی یہ جانتے ہوئے کہ وہ موضوع یا غیر صحیح ہیں، تو آپ نے سوچا ہو گا کہ کہیں وہ بھی اس وضع کے جرم میں شریک نہ ہوں اس لئے انہوں نے اس بات پر افسوس کیا ان روایات سے خبردار کیا اور اللہ سے توبہ کی، واللہ اعلم۔

## امام اعمش رحمہ اللہ اور تشیع

امام اعمش متفقہ طور پر اہل سنت والجماعت کے امام ہیں البتہ بعض لوگوں نے ان پر شیعہ ہونے کا الزام بھی لگایا ہے چنانچہ امام عجل فرماتے ہیں:

"وكان فيه تشيع"

"اور ان میں تشیع پایا جاتا تھا"

(الثقات للعجلی: 1/205)

اسی طرح امام ذہبی فرماتے ہیں:

"رعي الأعمش بيسير تشيع"



"اعمش پر بہت ہلکے تشیع کا الزام لگایا گیا ہے"

(سیر اعلام النبلاء: 2/394)

اگر یہ الزام امام اعمش سے واقعی ثابت ہے تو بھی اس سے ان کی ثقاہت و امامت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ اس زمانے میں شیعہ سے مراد آج کل کہ رافضی نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ اس زمانے میں شیعہ اسے کہتے تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محض حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فوقیت دے اور کسی صحابی کو گالی نہ دے اور نہ ہی ان کو بے قدر کرے بلکہ اہل سنت والجماعت کی طرح ابو بکر و عمر کو تمام صحابہ پر فوقیت بھی دے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"فالتشیع فی عرف المتقدمین هو اعتقاد تفضیل علی عثمان وأن علیا کان مصیبا فی حروبه وأن مخالفه مخطئ مع تقدیم الشیخین وتفضیلہما وربما اعتقد بعضهم أن علیا أفضل الخلق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وإذا کان معتقد ذلك ورعا دینا صادقا مجتهدا فلا ترد روايته بهذا لا سيما إن کان غیر داعية وأما التشیع فی عرف المتأخرین فهو الرفض المحض فلا تقبل رواية الرافضی الغالی ولا کرامة"

"پس متقدمین کے عرف میں تشیع اس اعتقاد کا نام ہے کہ علی کو عثمان پر فوقیت دی جائے اور یہ کہا جائے کہ علی اپنی جنگوں میں حق پر تھے اور ان کے مخالف غلطی پر تھے اس کے ساتھ شیخین کو ان سب پر فوقیت بھی دی جائے۔ اور ان میں سے بعض یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ علی رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ہیں اور یہ اعتقاد رکھنے والا اگر پرہیزگار، دیندار، اور سچا مجتہد ہو تو اس کی روایت کو اس وجہ سے رد نہیں کیا جاتا خصوصاً جب وہ اس اعتقاد کی طرف دعوت بھی نہ دیتا ہو۔ جبکہ متاخرین کے عرف میں تشیع سے مراد رفض ہے پس غالی رافضی کی نہ روایت قبول کی جاتی ہے اور نہ اس کی عزت کی جاتی ہے۔"

(تہذیب التہذیب: 1/81)

معلوم ہوا کہ اس زمانے میں شیعہ اس کو کہتے تھے جو تمام صحابہ کی اسی طرح عزت کرے جس طرح ان کی شان ہے۔ ابو بکر و عمر کو تمام صحابہ پر فوقیت دے، اور محض علی اور عثمان کے درمیان تفضیل کرے اور ان کی بھی عزت کرے۔

یہ تعریف لفظ تشیع کی ہے جبکہ امام اعمش پر تو پھر بھی "سیرۃ شیعہ" کا الزام ہے یعنی اس تعریف سے بھی ہلکا تشیع، جو ان کا امام اہل سنت ہونے کو ہرگز مانع نہیں ہے۔

اس کے برعکس امام اعمش نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بھی روایتیں نقل کی ہیں۔ چنانچہ امام اعمش نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے:

"أول الفتن قتل عثمان، وآخر الفتن خروج الدجال، والذي نفسي بيده لا يموت رجل وفي قلبه

مثقال حبة من حب قتل عثمان إلا تبع الدجال إن أدركه، وإن لم يدركه آمن به في قبره"

"سب سے پہلا فتنہ عثمان کا قتل تھا اور سب سے آخری فتنہ دجال کا خروج ہو گا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کوئی شخص ایسا نہیں جس کو اس حالت میں موت آئے کے اپنے دل میں ذرہ برابر بھی عثمان کے قتل کو محبوب جانتا ہو الا یہ کہ وہ دجال کا تابعدار ہو گا اگر وہ اسے پائے گا، اور اگر وہ اسے نہ بھی پائے گا تو اپنی قبر میں اس پر ایمان لے آئے گا۔"

(البدایہ والنہایہ: 7/192 ط الفکر)

اور علامہ مغلائی نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ:

"لم يبلغنا أنه كان في تشيعه ينتقص أحدا من السلف"

"ہمیں کبھی یہ بات نہیں پہنچی کہ اعمش نے اپنے تشیع میں سلف میں سے کسی کی بھی تنقیص کی ہو"

(اکمال: 6/98)

## کیا امام اعمش رحمہ اللہ غیر فقیہ تھے؟

بعض لوگ امام اعمش کے امام ابو حنیفہ سے ہوئے ایک مکالمے کی بدولت کہتے ہیں کہ امام اعمش صرف ایک محدث تھے اور فقیہ نہ تھے۔ یہ مکالمہ اس طرح نقل کیا جاتا ہے:

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (المتوفی 463ھ) فرماتے ہیں:

"أخبرني خلف بن قاسم، ثنا محمد بن القاسم بن شعبان، ثنا إبراهيم بن عثمان بن سعيد، ثنا إعلان بن المغيرة، ثنا علي بن معبد بن شداد، ثنا عبيد الله بن عمرو، قال: كنت في مجلس الأعمش فجاءه رجل فسأله عن مسألة فلم يجبه فيها، ونظر فإذا أبو حنيفة فقال: «يا نعمان، قل فيها» قال: القول فيها كذا، قال: «من أين؟» قال: من حديث كذا، أنت حدثتنا، قال: فقال الأعمش، «نحن الصيادلة وأنتم الأطباء»"

"عبيد اللہ بن عمرو کہتے ہیں میں اعمش کی مجلس میں تھا تو ایک شخص نے ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے جواب نہیں دیا اور نگاہ دوڑائی تو امام ابو حنیفہ کو مجلس میں موجود پایا تو فرمایا اے نعمان اس مسئلہ کے متعلق جواب دو تو انہوں نے جواب دیا۔ اس پر اعمش نے مسئلہ کی دلیل دریافت کی تو فرمایا اسی حدیث سے جو آپ نے بیان کیا تھا اس پر اعمش نے کہا کہ ہم پنساری ہیں اور تم اطباء ہو۔"

(جامع بيان العلم وفضله: 2/ 1030 رقم 1973، واسنادہ حسن)

اسی طرح اس قصے کو امام ابن عدی نے اس سند و متن سے بھی روایت کیا ہے:

"حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ، حَدَّثَنَا الْمُزْنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُعَبَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو الْجَزْرِيِّ، قَالَ: قَالَ الْأَعْمَشُ يَا نَعْمَانُ يَعْنِي أَبَا حَنِيفَةَ مَا تَقُولُ فِي كَذَا قَالَ كَذَا قَالَ: مَا

تقول في كذا قَالَ مَنْ أَيْنَ قُلْتَ قَالَ أَنْتَ حَدَّثَنِي عَنْ فُلَانٍ عَنْهُ فَقَالَ الْأَعْمَشُ يَا مَعْشَرَ

الْفُقَهَاءَ أَنْتُمْ الْأَطْبَاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادِلَةُ"

"عبيد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ امام اعمش نے کہا اے نعمان (ابو حنیفہ) آپ فلاں فلاں مسئلہ میں کیا کہتے ہیں یعنی آپ کی رائے کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا۔ اس پر امام اعمش نے سوال کیا آپ کی ان باتوں کی دلیل کیا ہے تو فرمایا وہی حدیث جو آپ نے فلاں کی سند سے بیان کی تھی اس پر امام اعمش نے کہا۔ اے گروہ فقہاء تم طبیب ہو اور ہم پنساری ہیں۔"

(اکامل لابن عدی: 8/238، واسنادہ صحیح)

اس روایت سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام اعمش غیر فقیہ تھے بلکہ یہ روایت تو الثابت کرتی ہے کہ امام اعمش بہت بڑے فقیہ تھے۔ اس روایت پر چند معروضات درج ذیل ہیں:

**اولاً:** یہ روایت بذاتِ خود اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ امام ابو حنیفہ امام اعمش کے شاگرد تھے اور موصوف امام صاحب در سگاہِ اعمش میں پڑھنے کے لئے گئے ہوئے تھے کہ کسی آدمی نے امام اعمش سے کوئی مسئلہ پوچھا، امام اعمش نے اپنے تلامذہ کی مجلس پر ایک نظر ڈال کر امام صاحب سے کہا کہ تم ہی اس سوال کا جواب دو، جب امام صاحب نے جواب دیا تو اعمش نے اس پر مذکورہ بالا بات کہی۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعمش کی مجلس میں پیش آنے والے جس واقعہ کا اس میں ذکر ہے، یہ اس زمانے میں پیش آیا تھا جبکہ امام صاحب در سگاہِ اعمش میں زیرِ تعلیم تھے اور امام اعمش نے سوال مذکور کا جواب دینے کی جو فرمائش امام صاحب سے کی وہ ان کی صلاحیت کا امتحان لینے کی غرض سے تھی (الملحات: 1/302) نہ کہ اس لئے کہ آپ غیر فقیہ تھے۔ کسی استاد کا اپنے شاگرد کو کسی سوال کے جواب کا حکم دینا اور اس پر شاباشی کے طور پر اس کی تعریف کرنے سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ شاگرد استاد سے زیادہ بڑا عالم ہے؟ بالآخر استاد استاد ہوتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی رہتا ہے۔

**ثانیاً:** اس روایت میں ہی صراحت ہے کہ لوگ امام اعمش سے مسائل پوچھنے کے لئے آتے تھے تو اگر آپ غیر فقیہ ہوتے تو لوگوں کا کسی غیر فقیہ سے فقہی مسائل پوچھنے کے لئے آنا کیا معنی رکھتا ہے؟

**ثالثاً:** اس روایت میں امام اعمش کا اپنے آپ کو پنساری کہنا محض عاجزی و انکساری کے طور پر تھا اور کوئی فقیہ کبھی اپنے آپ کو خود فقیہ نہیں کہے گا کیونکہ یہ اپنی تعریف خود کرنے کے مترادف ہے۔ اگر واقعی امام اعمش کی فقہ میں صلاحیت کو جاننا ہے تو ان سے پوچھو جن کے ساتھ آپ بیٹھے ہیں یا جن سے آپ نے صحبت اختیار کی۔

**رابعاً:** امام ابن جریر الطبری روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے امام ابن ابی لیلیٰ سے کہا: "اجمع الفقهاء" یعنی فقہاء کو جمع کرو۔

"فجمعهم فجاء الأعمش في جبة فرو، وقد ربط وسطه بشريط، فأبطنوا، فقام الأعمش فقال: إن أردتم أن تعطونا شيئا وإلا فخلوا سبيلنا" "پس آپ نے انہیں جمع کیا تو اعمش کھال سے بنے جبہ میں تشریف لائے جس کے درمیان میں کمر بند باندھ رکھا تھا اور آپ نے فرمایا: اگر تم نے ہمیں یہاں کچھ دینے کے لئے بلایا ہے تو دو ورنہ ہمارا راستہ خالی کرو۔"

عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا: "یا ابن ابی لیلیٰ قلت لك تأتي بالفقهاء تجيء بهذا؟!" "اے ابن ابی لیلیٰ میں نے تمہیں فقہاء کو لانے کے لئے کہا تھا اور تم یہ لے کر آئے ہو؟"

تو امام ابن ابی لیلیٰ نے جواب دیا: "هذا سيدنا هذا الأعمش" "یہ ہمارے سردار ہیں، یہ اعمش ہیں۔"

(تاریخ بغداد: 9/9)

یعنی امام ابن ابی لیلیٰ نے نہ صرف امام اعمش کو فقہاء میں شمار کیا بلکہ انہیں اپنا سردار بھی کہا۔ اور یہ وہی امام ابن ابی لیلیٰ ہیں جو خود بہت بڑے فقیہ ہیں اور ان کے متعلق امام ذہبی نے فرمایا ہے:

"وَكَانَ نَظِيرًا لِلْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ"

"آپ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے مقابل ہیں۔"

(سیر اعلام النبلاء: 6/311)

تو اگر امام ابن ابی لیلیٰ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے مقابل ہیں اور ابن ابی لیلیٰ نے امام اعمش کو اپنا سردار قرار دیا ہے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ امام اعمش فقہ میں ابو حنیفہ کے بھی سردار تھے۔

اسی طرح امام اعمش فرائض کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے، امام سفیان بن عیینہ (المتوفی 198ھ) فرماتے ہیں:

"كَانَ الْأَعْمَشُ أَقْرَأَهُمُ لِلْقُرْآنِ، وَأَحْفَظَهُمُ لِلْحَدِيثِ، وَأَعْلَمَهُمُ بِالْفَرَائِضِ"

"اعمش ان میں قرآن کی قراءت کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے، وہ ان میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ تھے، اور فرائض کو ان میں سب سے زیادہ جانتے تھے۔"

(تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: 1879 بحوالہ موسوعہ اقوال ابن معین: 2/262، واسنادہ صحیح)

اسی طرح عاصم الاحوال فرماتے ہیں:

"مَرَّ الْأَعْمَشُ بِالْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ: هَذَا الشَّيْخُ أَعْلَمُ النَّاسِ بِقَوْلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ"

"اعمش قاسم بن عبد الرحمن کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا: یہ شیخ عبد اللہ بن مسعود کے قول کو لوگوں میں سب سے زیادہ جانتا ہے۔"

(تاریخ بغداد: 5/10)

لہذا ثابت ہوا کہ امام اعمش کا شمار اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقہاء میں ہوتا تھا۔ اور ان کا اپنے شاگردوں یعنی ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ وغیرہ سے کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا۔

**خامسا:** امام شافعی اور محمد بن حسن الشیبانی کے درمیان جب اس بات پر مناظرہ ہوا کہ امام ابو حنیفہ اور

امام مالک میں سے کون بڑا فقیہ ہے تو دونوں میں آخر میں اس بات پر اتفاق ہوا کہ امام مالک بڑے فقیہ

ہیں۔ یہ مناظرہ اس بار پر دلالت کرتا ہے کہ فقہت کی بنیاد چار چیزوں پر ہے: قرآن کا علم، حدیث کا علم، صحابہ کے اقوال کا علم، اور قیاس۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ امام اعمش کا علوم قرآنی میں جو مقام ہے وہ ان کے زمانے میں کسی کا نہ تھا حتیٰ کہ قراءت کے امام عاصم الکوفی پر بھی ان کو فوقیت حاصل تھی۔

جبکہ امام ابو حنیفہ کا یہ مقام دور دور تک ثابت نہیں ہے۔

اسی طرح حدیث میں امام اعمش کا جو مقام ہے وہ بڑے بڑے حفاظ کا بھی نہیں ہے اور آپ کا شمار حدیث کے مرکزی راویوں میں ہوتا ہے اور محدثین نے آپ کو سید المحدثین کا لقب بھی دیا ہے۔

جبکہ امام ابو حنیفہ حدیث میں ضعیف اور قلیل الحدیث تھے۔

اوپر ثابت کیا گیا ہے کہ امام اعمش ابن مسعود کے قول و مذہب کے سب سے بڑے عالم تھے۔

جبکہ امام ابو حنیفہ کو محض حماد کے اقوال پر تفقہ حاصل تھا۔

اور بجا قیاس تو وہ انہی مذکورہ تین چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

اس مقابلے سے پتہ چلا کہ امام ابو حنیفہ امام اعمش سے آگے کیا امام اعمش کی دور دور تک برابری بھی نہیں کر سکتے! لہذا امام ابو حنیفہ کی اندھی تقلید اور تعصب میں ایسے شگوفے نہیں چھوڑنے چاہئیں کہ جس سے الثائمہ کی تنقیص ہو۔

## امام اعمش رحمہ اللہ کے شیوخ و اساتذہ

امام اعمش نے صحابہ میں سے صرف سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا اور ان کی نماز کے طریقے پر ایک حکایت بھی نقل کی ہے مگر اس کے علاوہ ان سے روایت نہیں لی۔ اس اعتبار سے آپ کے سب سے افضل ترین شیخ صحابی رسول تھے۔

اس کے علاوہ آپ نے بے شمار کبار و صغار تابعین سے روایات لی ہیں جن میں: أبو وائل، زید بن وہب، أبي عمرو الشيباني، إبراهيم النخعي، سعيد بن جبیر، أبي صالح السمان، مجاهد، أبي ظبيان، خيثمة بن عبد الرحمن، زر بن حبیش، عبد الرحمن بن أبي ليلى، كميل بن زياد، المعرور بن سويد، الوليد بن عباد بن الصامت، تميم بن سلمة، سالم بن أبي الجعد، عبد الله بن مرة الهمداني، عمارة بن عمير الليثي، قيس بن أبي حازم، محمد بن عبد الرحمن بن يزيد النخعي، هلال بن يساف، أبي حازم الأشجعي سلمان، أبي العالية الرياحي، إسماعيل بن رجاء، ثابت بن عبيد، أبي بشر، حبيب بن أبي ثابت، الحكم، زر بن عبد الله، زياد بن الحصين، سعيد بن عبيدة، الشعبي، المنهال بن عمرو، أبي سبرة النخعي، أبي السفر الهمداني، عمرو بن مرة، اور يحيى بن وثاب وغيره شامل ہیں۔

اپنے ان شیوخ میں سے ابو صالح السمان کے متعلق امام اعمش نے خود فرمایا ہے کہ:

**"سمعت من أبي صالح ألف حديث"**

**"میں نے ابو صالح سے ایک ہزار احادیث سنی"**

(العلل و معرفة الرجال رواية عبد الله: 2910، 5588)

گویا ابو صالح آپ کے سے قریبی شیوخ میں سے ہیں جن سے انہوں نے سب سے زیادہ استفادہ کیا۔ بلکہ آپ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بزریرہ ابو صالح کو محدثین نے اصح الاسانید بھی قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ ابراہیم النخعی بھی آپ کے قریبی شیوخ میں سے تھے جن کی احادیث کو آپ دوسروں کی نسبت سب سے زیادہ جانتے تھے، چنانچہ آپ کے شاگرد امام وکیع فرماتے ہیں:

**"الأعمش أحفظ لإسناد إبراهيم من منصور"**

**"اعمش ابراہیم (نخعی) کی اسناد کے منصور (بن معمر) سے زیادہ بڑے حافظ ہیں۔"**

(سنن الترمذی: تحت ج 70 واسنادہ صحیح)



جبکہ یحییٰ بن وثاب سے آپ نے عبد اللہ بن مسعود کی قراءت کا علم حاصل کیا۔  
اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے ابو العالیہ الریاحی سے بھی علم قراءت سیکھا ہے۔

مغلطائی حنفی نے اکمال میں حافظ اسماعیلی کی ایک کتاب کو ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے امام اعظم کے شیوخ کو جمع کیا ہے۔ اس کتاب کا نام ہے: "شیوخ الأعمش" (اکمال: 6/94)۔

## امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ

امام اعظم کے تلامذہ میں بڑے بڑے علماء محدثین و فقہاء شامل ہیں۔ آپ کے علمی رتبے کی وجہ سے آپ کے ساتھیوں اور ہم عصر لوگوں نے بھی آپ سے روایتیں لی ہیں۔ ان میں الحکم بن عتیبة، أبو إسحاق السبيعي، طلحة بن مصرف، حبيب بن أبي ثابت، عاصم بن أبي النجود، أيوب السختياني، زيد بن أسلم، صفوان بن سليم، سهيل بن أبي صالح، أبان بن تغلب، خالد الحذاء، سليمان التيمي، اور إسماعيل بن أبي خالد شامل ہیں، یہ سب آپ کے اقران یا ہم عصر ساتھیوں میں سے تھے۔

ان کے علاوہ آپ سے درج ذیل لوگوں نے بھی شرف تلمذ حاصل کیا ہے:

أبو حنيفة نعمان بن ثابت، الأوزاعي، سعيد بن أبي عروبة، ابن إسحاق، شعبة، معمر، سفيان الثوري، شيبان، جرير بن حازم، زائدة، جرير بن عبد الحميد، أبو معاوية، حفص بن غياث، عبد الله بن إدريس، علي بن مسهر، وكيع، أبو أسامة، سفيان بن عيينة، أحمد بن بشير، إسحاق بن يوسف الأزرق، سعد بن الصلت، عبد الله بن نمير، عبد الرحمن بن مغراء، عثام بن علي، يحيى بن سعيد الأموي، يحيى بن سعيد القطان، يونس بن بكير، يعلى بن عبيد، جعفر بن عون، الخريبي، عبيد الله بن موسى، اور أبو نعيم الفضل بن دكين وغيره۔

ان میں سے امام سفیان الثوری کے متعلق کہا جاتا ہے کہ امام اعمش کی حدیث کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ چنانچہ ابو بکر بن ابی عتاب الاعمین نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا:

"من أحب الناس إليك في حديث الأعمش؟"

"آپ کو اعمش کی حدیث میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"سفيان، قلت شعبة؟ قال: سفيان"

"سفيان زیاد محبوب ہیں" میں نے پوچھا شعبہ نہیں؟ آپ نے پھر فرمایا: "سفيان"۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 1 / 63-64)

اسی طرح امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لم يكن أحد أعلم بحديث الأعمش من الثوري"

"ثوری سے زیادہ اعمش کی حدیث کو کوئی نہیں جانتا"

(ایضاً)

امام اعمش کے ایک دوسرے شاگرد ابو معاویہ فرماتے ہیں:

"كان سفيان يأتيني ههنا فيذاكرني حديث الأعمش فما رأيت أحدا أعلم بحديث الأعمش منه"

"سفيان میرے پاس یہاں تشریف لائے اور آپ نے اعمش کی حدیث ذکر کرنا شروع کیں، تو میں نے ان

سے زیادہ کسی کو اعمش کی حدیث کا عالم نہیں دیکھا"

(ایضاً)

امام ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں:

"أحفظ أصحاب الأعمش الثوري"

"الثوری اعمش کے سب سے احفظ اصحاب میں سے ہیں"

(ایضاً)

اور ابو معاویہ کے متعلق امام حاکم نے فرمایا:

"أبا معاوية أحفظ أصحاب الأعمش"

"ابو معاویہ اعمش کے سب سے احفظ اصحاب میں سے ہیں"

(مستدرک علی الصحیحین: 1/501)

اسی طرح حفص بن غیاث کو اوثق اصحاب اعمش کہا گیا ہے چنانچہ امام علی بن المدینی فرماتے ہیں:

"سمعت يحيى ابن سعيد يقول : أوثق أصحاب الأعمش حفص بن غياث . فأنكرت ذلك ، ثم قدمت الكوفة بأخرة ، فأخرج إلى عمر بن حفص كتاب أبيه عن الأعمش ، فجعلت أترحم على يحيى ، فقال لي : تنظر في كتاب أبي و تترحم على يحيى ؟ قلت : سمعته يقول : حفص أوثق أصحاب الأعمش ، و لم أعلم حتى رأيت كتابه"

"میں یحییٰ بن سعید (القطان) کو کہتے سنا کہ حفص بن غیاث اوثق اصحاب اعمش ہیں۔ تو میں نے ان کی اس بات کا انکار کیا۔ بعد میں جب میں کوفہ آیا تو حفص کے بیٹے عمر اپنے والد کی کتاب میرے پاس لے آئے جس میں انہوں نے اعمش کی روایات لکھ رکھی تھیں، میں نے اس کتاب کو دیکھا تو یحییٰ کی تعریف کرنے لگا۔ عمر بن حفص نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کتاب میرے والد کی دیکھ رہے ہیں اور تعریف آپ یحییٰ کی کر رہے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ میں نے یحییٰ کو کہتے سنا تھا کہ حفص اوثق اصحاب اعمش ہیں اور اس بات کا علم مجھے نہیں تھا جب تک میں نے ان کی یہ کتاب نہیں پڑھی تھی۔"

(تاریخ بغداد: 8/198)

**مراسیل امام اعمش رحمہ اللہ**

ذیل میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن سے امام اعمش کی روایت مرسل یا منقطع شمار ہوتی ہے:

## 1- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

اعمش نے انہیں صرف دیکھا ہے اور ان سے سماع ثابت نہیں ہے لہذا آپ کی انس سے روایت منقطع ہے۔ امام علی بن المدینی فرماتے ہیں: "الأعمش لم يسمع من أنس بن مالك إنما رآه رؤية بمكة يصلي خلف المقام فأما طرق الأعمش عن أنس فإنما يرويه عن يزيد الرقاشي عن أنس" "اعمش نے انس بن مالک سے کچھ نہیں سنا انہوں نے محض انہیں مکہ میں مقام کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اعمش کے جو طرق انس سے مروی ہیں وہ انہوں نے یزید الرقاشی کے ذریعے روایت کیے ہیں۔" (المراسل لابن ابی حاتم: 82/1)

امام ترمذی کہتے ہیں: "لم يسمع من أحد الصحابة وقد روى عن أنس وابن أبي أوفى" (جامع التحصيل: 188/1)

## 2- ابو بکرہ الثقفی

حافظ علائی فرماتے ہیں: "قال أبو الحسين بن المنادي رأى أبا بكرة الثقفي وأخذ له بركابه وهذا غير صحيح فإن أبا بكرة مات قبل أن يولد الأعمش" (جامع التحصيل: 188/1)

## 3- شمر بن عطية

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: "الأعمش لم يسمع من شمر بن عطية" "اعمش نے شمر بن عطية سے نہیں سنا" (المراسل لابن ابی حاتم: 82/1)۔

## 4- عبد الرحمن بن زياد مولى بنى هاشم

امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أنه لم يسمع منه" کہ اعمش نے ان سے نہیں سنا۔ (المراسل: 84)۔

## 5- قيس بن ابی حازم

ابو نعیم فرماتے ہیں: "لم يرو الأعمش عن قيس بن أبي حازم شيئاً" "اعمش نے قیس بن ابی حازم سے نہیں سنا" (تاریخ ابو زرعة الدمشقي: 466)۔

## 6- مجاہد بن جبر المکی

امام ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں: "الأعمش قليل السماع من مجاهد، وعامة ما يروي عن مجاهد مدلس" "اعمش نے مجاہد سے بہت کم سماع کیا ہے۔ اور ان کی عام روایتیں مجاہد سے مدلس ہیں" (العلل: 2199)۔

امام علی بن المدینی سے پوچھا گیا کہ اعمش نے مجاہد سے کتنی حدیثیں سنی ہیں تو آپ نے فرمایا: "لا يثبت منها إلا ما قال سمعت ، هي نحو من عشرة ، وإنما أحاديث مجاهد عن أبي يحيى القنات" "ان کی کوئی روایت مجاہد سے ثابت نہیں ہے سوائے جو جس میں انہیں نے سمعت کہا (یا سماع کی تصریح کی) اور ان کی تعداد 10 کے قریب ہے۔ آپ نے مجاہد سے جو عام روایات نقل کی ہیں وہ ابو یحییٰ القنات کے ذریعے نقل کی ہیں" (تہذیب التہذیب: 224/4)۔

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: "إنما سمع من مجاهد أربعة أحاديث أو خمسة، وسمع من سعيد بن جبیر خمسة فقط" "آپ نے مجاہد سے محض 4 یا 5 احادیث سنی ہیں، اور سعید بن جبیر سے صرف پانچ روایتیں سنی ہیں۔" (تاریخ ابن معین رواية الدوري: 234/2)۔

## 7- سعید بن یحمد ابو السفر الہدانی

عباس الدوري نقل کرتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: "لم يسمع منه إلا حديثاً واحداً" "اعمش نے ان سے ایک حدیث کے علاوہ کچھ نہیں سنا۔" (تاریخ ابن معین: 235/2)۔

## 8- ابو صالح مولیٰ ام ہانی

امام ابن ابی حاتم اپنے والد امام ابو حاتم الرازی سے نقل کرتے ہیں کہ: "لم يسمع الأعمش من أبي صالح مولى أم هانئ قيل له إن ابن أبي طيبة يحدث عن الأعمش يحدث عن أبي صالح"

مولیٰ أم هانیء فقال هذا هو مدلس عن الكلبي " اعمش نے ابو صالح مولیٰ ام ہانیء سے نہیں سنا۔  
ان سے کہا گیا ابن ابی طییب نے اعمش سے روایت کیا ہے اور انہوں نے مولیٰ ام ہانیء سے روایت کیا  
ہے۔ تو ابو حاتم نے فرمایا: وہ کلبی سے مدلس ہے " (المرا سیل: 1/82)۔

## 9- مصعب بن سعد بن ابی وقاص

امام ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں: "لم یسمع الأعمش من مصعب بن سعد شیئا" " اعمش نے  
مصعب بن سعد سے کچھ نہیں سنا۔ " (المرا سیل: ص 83)۔

## 10- مطرف بن عبد اللہ بن الشؤنیر

امام ابو حاتم فرماتے ہیں: "لم یلق الأعمش مطرفا" " اعمش نے مطرف کو نہیں پایا " (المرا سیل: ص  
83)۔

## 11- محمد بن سیرین

امام ابو زرہ الرازی فرماتے ہیں: "لم یسمع الأعمش من محمد بن سیرین" " اعمش نے محمد بن  
سیرین سے نہیں سنا " (المرا سیل: 83)۔

## 12- سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب

امام ابو زرہ فرماتے ہیں: "لم یسمع الأعمش من سالم بن عبد اللہ شیئا" " اعمش نے سالم بن عبد  
اللہ سے کچھ نہیں سنا " (المرا سیل: 83)۔

## 13- عکرمہ مولیٰ ابن عباس

امام ابو زرہ فرماتے ہیں: "لم یسمع الأعمش من عکرمۃ شیئا" (المرا سیل: 83)۔

## 14- عبد الرحمن یزید بن قیس النخعی

امام ابو حاتم فرماتے ہیں: "قد روی عنه ولم یسمع منه" " اعمش نے ان سے روایت کی ہے مگر ان  
سے سنا نہیں ہے " (المرا سیل: 84)۔

## 15- الربيع بن خثيم

امام ابو حاتم فرماتے ہیں: "لم يسمع الأعمش من الربيع بن خثيم شيئاً إنما هو مرسل" (المرايل: 84)۔

## 16- همام بن الحارث النخعي

امام ابو حاتم سے اعمش کی ہمام سے روایت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: "مرسل بينهما إبراهيم" (المرايل: 84)۔

## 17- نافع مولى ابن عمر

امام ابن مدنی فرماتے ہیں: "الأعمش عن نافع يعني مولى بن عمر شيء لا يقبله القلب ليس هذا بشيء" (جامع التحصيل: 1/189)۔

امام ابو داود السجستانی فرماتے ہیں: "لم يسمع الأعمش من نافع" (سؤالات الآجری: 1/111)۔

## 18- ايوب السؤتياني

مغلطائی امام ابو زرہ سے نقل کرتے ہیں کہ: "لم يسند عن أيوب شيئاً" (اکمال: 6/92)۔

## 19- علقمة بن قيس النخعي

## 20- اسود بن يزيد بن قيس النخعي

## 21- مسروق بن الابدع

## 22- عبدة بن عمرو الكوفي

## 23- عمرو بن شرحبيل الهمداني

## 24- حارث بن عبد الله الاغور الهمداني

حافظ علائی نقل کرتے ہیں کہ: "ذكر علي بن المديني أصحاب عبد الله بن مسعود الذين يفتي بقولهم ستة علقمة والأسود ومسروق وعبدة وعمرو بن شرحبيل والحارث يعني الهمداني ثم قال

ولم يلق الأعمش من هؤلاء أحداً" "علی بن المدینی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چھ اصحاب کا ذکر کیا جو ان کے قول پر فتویٰ دیتے تھے: علقمہ، اسود، مسروق، عبیدہ، عمرو بن شریک، اور حارث الہمدانی پھر آپ نے کہا کہ اعمش نے ان چھ میں سے کسی کو نہیں پایا۔" (جامع التحصیل: 189/1)۔

**تنبیہ:** اعمش کی ابو سفیان طلحہ بن نافع سے روایت کے متعلق امام بزار فرماتے ہیں کہ اعمش نے ان سے کچھ نہیں سنا، چنانچہ ان کے الفاظ ہیں: "لم يسمع من أبي سفیان طلحة شيئا، وقد روى عنه نحواً من مئة حديث، وإنما هي صحيفة عرضت، وإنما يثبت من حديثه ما لا يحفظه من غيره لهذا العلة" (اکمال تہذیب الکمال: 91/6)۔

حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ نہ صرف امام اعمش کا سماع ابو سفیان سے ثابت ہے بلکہ اعمش ان کے خاص شاگردوں میں بھی شامل ہیں حتیٰ کہ ابو سفیان کو "صاحب اعمش" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ امام ابن رجب امام بزار کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "كذا قال، وهو بعيد، وحديث الأعمش عن أبي سفیان مخرّج في الصحيح" "اسی طرح بزار نے کہا ہے اور یہ بات بعید ہے کیونکہ اعمش کی ابو سفیان سے حدیث صحیح میں مخرج ہے" (شرح علل الترمذی: 856/2)۔

حافظ ہیثمی امام بزار کے رد میں فرماتے ہیں: "عجبتُ من قوله: لم يسمع الأعمش من أبي سفیان" "میں بزار کے اس قول سے حیران ہوں کہ اعمش نے ابو سفیان سے نہیں سنا!" (كشف الاستار: 86/2)۔ حافظ ابو زرعہ ابن العراقی بھی بزار کے رد میں فرماتے ہیں: "وهذا غريبٌ جداً؛ فإنَّ روايته عنه في الكتب الستة، وهو معروف بالرواية عنه" "یہ بہت ہی عجیب و غریب بات ہے کیونکہ اعمش کی ان سے روایت کتب ستہ میں موجود ہے اور وہ ان سے روایت کرنے میں معروف ہیں" (تحفہ التحصیل فی ذکر رواۃ المراسیل لابن زرعہ: 136-137)۔



## امام اعمش رحمہ اللہ اور تدلیس

امام اعمش ثقہ ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر التدلیس بھی تھے اس لئے ان کی غیر مسوع معنعن روایات عام طور پر ضعیف ہوتی ہیں سوائے ان خاص روایات کہ جن میں یہ صراحت مل جائے کہ اس میں انہوں نے تدلیس نہیں کی ہے مثلاً کسی خاص شیخ سے روایت یا کسی خاص شاگرد سے روایت۔

**1- چنانچہ امام عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

"إنما أفسد حديث أهل الكوفة الأعمش وأبو إسحاق"

"اہل کوفہ کی حدیث کو اعمش اور ابو اسحاق نے مفسد کیا ہے" یعنی تدلیس کی وجہ سے۔

(احوال الرجال: 1/126، واسنادہ صحیح)

**2- مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

"أهلك أهل الكوفة أبو إسحاق وأعيمشكم هذا"

"اہل کوفہ کو ابو اسحاق اور تمہارے ان اعمش نے ہلاک کر دیا ہے"

(احوال الرجال: 1/129، واسنادہ صحیح، ومیزان الاعتدال: 2/224)

**3- امام ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

"وقالوا لا يقبل تدليس الأعمش لأنه إذا وقف أحال على غير مليء يعنون على غير ثقة إذا سأله

عمن هذا"

"اور انہوں (محدثین) نے کہا: اعمش کی تدلیس غیر مقبول ہے کیونکہ انہیں جب (معنعن روایت

میں) پوچھا جاتا تو غیر ثقہ کا حوالہ دیتے تھے۔ جب آپ سے پوچھا جاتا کہ یہ روایت کس سے ہے؟ تو

کہتے: موسیٰ بن طریف سے (کذاب)، عبایہ بن ربیع سے (متروک متہم) اور حسن بن ذکوان سے (ضعیف)"

(التمہید: 30/1)

**4-** حافظ علائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مشہور بالتدلیس مکثر منہ"

"آپ تدلیس کے ساتھ مشہور ہیں اور آپ کثرت سے تدلیس کیا کرتے تھے"

(جامع التحصیل: 188/1)

**5-** امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أحد الأئمة الثقات، عداؤه في صغار التابعين، ما نقموا عليه إلا التدليس"

"آپ آئمہ ثقات میں سے تھے۔ آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ پر کسی قسم کی کوئی جرح

نہیں ہے سوائے تدلیس کے"

(میزان الاعتدال: 224/2)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"قلت: وهو يدلّس، وربما دلّس عن ضعيف، ولا يدرى به، فمتى قال حدثنا فلا كلام، ومتى قال

"عن" تطرق إلى احتمال التدليس"

"میں کہتا ہوں کہ اعمش تدلیس کیا کرتے تھے اور بعض اوقات آپ ضعیف راوی سے بھی تدلیس کیا

کرتے تھے اور آپ کو اس کا علم نہ ہوتا۔ لہذا جب آپ حدیثا کہیں تو ان کی روایت کے حجت ہونے

میں کوئی کلام نہیں لیکن جب آپ "عن" کہیں تو اس میں تدلیس کا احتمال موجود ہے۔"

(میزان الاعتدال: 224/2)

**6-** حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب طبقات المدلسین (ص 33) میں امام اعمش کو دوسرے طبقے کا مدلس شمار کیا۔ البتہ بعد میں آپ نے خود اس بات سے رجوع کرتے ہوئے انکت علی کتاب ابن الصلاح میں انہیں تیسرے طبقے میں شمار کیا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"الثالثة: من أكثروا من التدليس وعرفوا به، وهم..... وسليمان الاعمش....."

"تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو کثرت سے تدلیس کرنے کی وجہ سے جانے جاتے تھے اور وہ ہیں۔۔۔۔ اور سلیمان الاعمش۔۔۔۔"

(انکت علی کتاب ابن الصلاح لابن حجر: 2/640)

یاد رہے کہ انکت علی ابن الصلاح کو ابن حجر نے طبقات المدلسین کے بعد تالیف کیا تھا۔ لہذا یہی ابن حجر کا آخری موقف ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مقامات پر ابن حجر نے اعمش کی کئی روایات کو ان کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف بھی قرار دیا ہے۔

**7-** بلکہ امام اعمش تو کبھی کبھار تدلیس تسویہ بھی کیا کرتے تھے (یعنی اس میں راوی اپنے شیخ سے اوپر کے کسی ضعیف وغیرہ راوی کو گراتا ہے)، چنانچہ علامہ نووی نے "الارشاد" (34) میں اور خطیب بغدادی نے "الکفایہ" (ص 364) میں امام عثمان بن سعید الدارمی سے نقل کیا ہے امام اعمش بعض اوقات تدلیس تسویہ بھی کیا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ اس تدلیس کا وقوع امام اعمش سے بہت قلیل ہوا ہے اس لئے ان کی تمام روایات کو اس تدلیس کی وجہ سے رد نہیں کیا جاتا بلکہ صرف اسی خاص روایت کو رد کیا جائے جس میں ان سے تدلیس تسویہ ثابت ہو۔ البتہ جو لوگ مدلس کے ایک بار تدلیس کرنے پر بھی اس کی تمام معن روایات کو ضعیف ٹھہراتے ہیں، ان کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔

نیز دیکھیں انوار البدر فی وضع الدین علی الصدر للشیخ کفایت اللہ السنابلی: 118-122۔

پس ثابت ہوا کہ امام اعمش کثرت سے تدلیس کیا کرتے تھے لہذا ان کی معنعن روایات عدم سماع و عدم متابعت کی صورت میں غیر مقبول ہوں گی۔ لیکن اس اصول کی چند استثنائی حالتیں بھی ہیں جن کا ذکر ہم اب کریں گے، ان شاء اللہ:

### استثنائی حالت # 1:

امام اعمش رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے اگر امام شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ ہوں تو ان کی معنعن روایات بھی سماع پر محمول ہوتی ہیں کیونکہ امام شعبہ اپنے شیوخ سے صرف وہی احادیث لیتے تھے جو انہوں نے اپنے شیخ سے براہ راست سنی ہوں۔

چنانچہ امام شعبہ فرماتے ہیں:

"كل شيء حدثكم به فذلك الرجل حدثني انه سمعه من فلان"

"جو حدیث بھی میں تمہیں کسی شخص سے بیان کروں تو اس روایت کو اس شخص نے مجھے براہ راست سنائی ہے کہ اس نے خود اسے فلان سے سنا ہے۔"

(الجرح والتعديل: 1/ 173)

امام شعبہ مزید فرماتے ہیں:

"كفيتكم تدليس ثلاثة: الاعمش وابي اسحاق و قتاده"

"میں آپ کے لئے تین اشخاص کی تدلیس کے لئے کافی ہوں: اعمش، ابو اسحاق، قتادہ"

(طبقات المدلسين لابن حجر: ص 151)

اسی طرح امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كلما حدث به شعبة عن رجل فقد كفاك امره فلا تحتاج ان تقول لذلك الرجل سمع ممن حدث عنه"

"جو روایت بھی شعبہ کسی شخص سے بیان کریں تو تمہیں ان کا یہ عمل ہی کافی ہو گا لہذا تمہیں اس شخص کے متعلق یہ سوال پوچھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی کہ اس نے یہ روایت اپنے شیخ سے سنی ہے یا نہیں۔"

(الجرح والتعديل: 35/2، واسنادہ صحیح)

اسی لئے حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ امام شعبہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"كان لا يأخذ عن أحد ممن وصف بالتدليس إلا ما صرح فيه ذلك المدلس بسماعه من شيخه"  
"شعبہ تدلیس سے متصف راویوں سے صرف وہی احادیث لیتے تھے جن میں انہوں نے اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کی ہو"

(الملك على ابن الصلاح: 1/259)

## استثنائي حالة # 2:

امام اعمش سے اگر امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ روایت کریں تو بھی ان کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے کیونکہ اپنے شیخ شعبہ کی طرح، امام قطان بھی اپنے مدلس شیوخ سے صرف وہی روایات لیتے ہیں جو انہوں نے اپنے شیخ سے خود سنی ہوں۔

چنانچہ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں:

"والقطان لا يحمل من حديث شيوخه المدلسين الا ما كان مسموعا لهم صرح بذلك الإسماعيلي"

"اور القطان اپنے مدلس شیوخ سے صرف وہی حدیث لیتے تھے جن کا انہوں نے سماع کیا ہو، اس بات کی صراحت اسماعیلی نے کی ہے۔"

(فتح الباری: 1/309 ط دار المعرفہ)

### استثنائی حالت # 3:

امام اعمش کی جو روایات امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں تو وہ بھی سماع پر محمول ہوتی ہیں۔

محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كان عامة حديث الأعمش عند حفص بن غياث على الخبر والسماع"

"حفص بن غياث کے پاس اعمش کی عام روایتیں خبر و سماع پر محمول ہیں۔"

(تاریخ بغداد: 8/194، واسنادہ صحیح)

اسی طرح حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"قلت اعتمد البخاري على حفص هذا في حديث الأعمش لأنه كان يميز بين ما صرح به الأعمش

بالسماع وبين ما دلّسه به على ذلك أبو الفضل بن طاهر وهو كما"

"میں کہتا ہوں کہ امام بخاری نے اس حدیث میں اعمش کی حدیث میں سماع کے لئے ان کی حفص سے

روایت پر اعتماد کیا ہے کیونکہ حفص اعمش کی مصرح بالسماع اور مدلس روایات میں تمیز کیا کرتے تھے، اس

کی ابو الفضل بن طاہر نے صراحت کی ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا انہوں نے کہا ہے۔"

(فتح الباری: 1/398)

### استثنائی حالت # 4:

امام اعمش اگر ابوسفیان طلحہ بن نافع رحمہ اللہ سے روایت کریں تو ان کی معنعن روایات صحیح ہوتی ہیں کیونکہ:

1- ابراہیم نخعی کے بعد امام اعمش نے سب سے زیادہ روایات اپنے اس شیخ سے لی ہیں۔ اور اعمش کو ان کی روایات میں تخصص حاصل ہے حتیٰ کہ ابوسفیان کو "صاحب اعمش" کہا جانے لگا اور اعمش کے متعلق کہا جانے لگا: "راویۃ" کہ وہ ابوسفیان کا راوی ہے۔

2- امام الجرح والتعديل ابن عدی نے فرمایا ہے کہ اعمش کی ابوسفیان سے روایات مستقیم ہیں۔ چنانچہ آپ ابوسفیان کے متعلق فرماتے ہیں: "روى عن جابر أحاديثَ صالحة؛ رواها الأعمش عنه، ورواها عن الأعمش الثقات، وهو لا بأس به، وقد روى الأعمشُ عنه أحاديثٌ مستقيمة" کہ انہوں نے جابر سے صالح احادیث روایت کی ہیں انہیں اعمش نے ان سے روایت کیا ہے اور اعمش سے انہیں ثقہ راویوں نے نقل کیا ہے، ان (ابوسفیان) میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اعمش نے ان سے مستقیم روایات نقل کی ہیں۔

(اکمال لابن عدی: 5/181: قال الشيخ أبو إسحاق الحويني: وقع فيه تصحيف واضطراب، تصويبه من مختصره،

للمقريزي (ص: 440 - 441)، ومن النقل في تهذيب الكمال (13/440)، وهدى الساري (ص: 411)، وغيرها)

حدیث کی استقامت تدلیس قاذح کے عدم وجود پر دلیل ہے۔

### استثنائی حالت # 4، 5، 6:

امام اعمش اگر اپنے درج ذیل تین اساتذہ سے روایت کریں تو ان کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے الا یہ کہ کسی خاص روایت میں تدلیس ثابت ہو جائے۔

1- ابو صالح السمان

2- ابو وائل شقیق

3- ابراہیم بن یزید النخعی

چنانچہ امام ذہبی فرماتے ہیں:

"قلت: وهو يدلّس، وربما دلّس عن ضعيف، ولا يدري به، فمتى قال حدثنا فلا كلام، ومتى قال "عن" تطرق إلى احتمال التدليس إلا في شيوخ له أكثر عنهم: كإبراهيم، [وأبي] وائل، وأبي صالح السمان، فإن روايته عن هذا الصنف محمولة على الاتصال"

" میں کہتا ہوں کہ اعمش تدلیس کیا کرتے تھے اور بعض اوقات آپ ضعیف راوی سے بھی تدلیس کیا کرتے تھے اور انہیں اس کا علم نہیں ہوتا لہذا جب آپ حدیثا کہیں تو اس کی روایت کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں اور جب آپ "عن" کہیں تو اس میں تدلیس کا احتمال آجاتا ہے سوائے ان شیوخ میں جن سے آپ نے کثرت سے روایات لی ہیں مثلاً ابراہیم (النخعی)، ابی وائل (شقیق بن سلمہ)، اور ابو صالح السمان، کیونکہ ان کی روایت اس صنف سے اتصال پر محمول ہوتی ہے۔"

(میزان الاعتدال: 2/224)

امام ذہبی اس فن کے امام اور صاحب استقراء التام ہیں، ان کی یہ تخصیص ان کے استقراء و تحقیق پر مبنی ہے لہذا ان کی یہ بات حجت ہے۔

شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ وغیرہ نے امام ذہبی کے اس فیصلے کو نہ مانتے ہوئے چند دلائل پیش کر کے فرمایا ہے کہ ذہبی کی یہ بات صحیح نہیں ہے تو ان کے استاد شیخ محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے ان کے رد میں ایک مضمون لکھا بنام "تسكين القلب المشوش باعطاء التحقيق في تدليس الثوري والأعمش"

(دیکھیں مقالات راشدیہ: ج 1 ص 306) یہاں پر میں اس مضمون کا مختصر سے مختصر خلاصہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس مضمون میں آپ نے شیخ زبیر رحمہ اللہ کے ان دلائل کا مدلل رد کرتے ہوئے فرمایا جن کی بنیاد پر آپ نے اعمش کی ان شیوخ سے تدلیس ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ:



"درج بالا جو دلائل آپ نے پیش کیے ہیں وہ سب عمومی ہیں اور ان سے چند مخصوص شیوخ سے تدلیس نہ کرنے کی نفی لازم نہیں آتی بلکہ ایسے امثلہ موجود ہیں کہ مدلس راوی تیسرے مرتبہ کا ہے لیکن ائمہ نے کے متعلق یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ مدلس فلاں فلاں شیخ سے تدلیس نہیں کرتا۔۔۔ لہذا اعمش کے معرف بالتدلیس ہونے کے باوجود معین مخصوص شیوخ سے تدلیس نہ کرنے پر آپ متعجب کیوں ہو رہے ہیں۔" (ص 332)

حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ حافظ نووی کا ابو صالح کی ایک روایت پر کلام نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وكقوله من الأعمش عن أبي صالح والأعمش مدلس، والمدلس إذا قال "عن" لا يحتج به إلا إذا ثبت السماع من جهة أخرى" (شرح مسلم: 2/119)۔

تو شیخ محب اللہ راشدی رحمہ اللہ ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لیکن میرے محترم یہ کوئی کلیہ تو نہیں کہ متقدم جو بھی کہے وہ صحیح ہوتا ہے اور جو ان سے متاخر کہے وہ صحیح نہیں ہوتا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ابو صالح سے اعمش کی روایت کے بارے میں یہ فرمایا کہ بغیر سماع کی تصریح کے ان کی روایت حجت نہیں تو یہ انہوں نے محض اس لئے کہا کہ اعمش معروف بالتدلیس ہے اس کی انہوں نے کوئی ٹھوس دلیل نہیں دی۔ اس کے برعکس حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی بات دلائل پر مبنی ہے جو آئندہ ان شاء اللہ ذکر کیے جا رہے ہیں۔ لہذا جب حافظ ذہبی رحمہ اللہ کو علم ہو گیا کہ اعمش کی ان ان شیوخ سے تدلیس نہیں کرتا تھا تو وہ امام نووی رحمہ اللہ پر حجت نہیں۔" (ص 332-333)

آگے چل کر آپ مزید فرماتے ہیں:

"کسی راوی پر ائمہ فن کے کلام۔ تعدیلا و تجریحا، توثیقا و تضعیفا۔ کے تین ماخذ ہوتے ہیں۔ کبھی یہ تینوں یک جا پائے جاتے ہیں کبھی ان میں سے کوئی ایک۔

1- کس امام نے کسی راوی پر کلام کیا ہے وہ اس کے معاصر تھے اور ان کا حال (حدیث میں) مشاہدہ

سے معلوم کر کے اس پر کلام کیا ہو۔

2- وہ ان کے معاصر تھے لیکن ان سے متقدم ائمہ فن کے اس راوی پر کیے ہوئے کلام کی بناء پر ان پر کلام کیا۔

3- اس راوی کی روایت کو دوسرے ثقات رواۃ کی روایات سے مقابلہ کر کے اور اس کی روایت پر روایت و درایت اچھی طرح تدبر کرنے کے بعد ان کے بارے میں کوئی فیصلہ دیا ہو۔

اس تیسری قسم کی التذکیل میں امام ابن معین وغیرہ کی مثالیں دے کر بخوبی وضاحت کر دی گئی ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اعمش کے معاصر تو یقیناً نہیں تھے لیکن ان کے متعلق متقدمین کی تصریحات انہیں بوجہ اتم حاصل تھیں۔ اسی طرح کسی راوی کی روایات کی روایت و درایت کے اصول پر پرکھ کر اس کے بارے میں کسی فیصلہ دینے کا بھی انہیں اچھا ملکہ حاصل تھا۔۔۔

میری گزارش یہ ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اعمش رحمہ اللہ کے متعلق جو کچھ فرمایا وہ متقدمین کی تصریحات اور خود ان کی تحقیق دونوں پر مبنی ہے۔" (ص 333-334)

آگے شیخ راشدی مزید فرماتے ہیں:

"بہر حال حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا اعمش کے بارے میں ان کبار شیوخ کو مستثنیٰ کرنا حقائق و دلائل اور ان کی روایات کو بدقت نظر پرکھنے پر مبنی ہے۔ اب اگر ان کی رائے کو صحیح نہیں سمجھتے تو یہ بے دلیل بات ہے آپ نے محض عمومی دلیل پیش کی ہے ان کبار شیوخ کے بارے میں متقدمین کی تصریحات سے خصوصی طور پر کوئی دلیل پیش نہیں فرمائی۔ یعنی اعمش ان سے بھی تدلیس کرتا تھا۔ محض مدلس ہونا تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ کو بھی تسلیم ہے لیکن انہوں نے علی وجہ البصیرت اس عموم سے ایک استثناء کی ہے جس کو آپ ٹھوس دلائل سے رد نہیں کر سکتے۔"

آخر میں بطور تنبیہ شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"تنبیہ: دنیا میں ایسا کوئی کلیہ نہیں جس سے کچھ نہ کچھ مستثنیات نہ ہوں یا ان میں سے کوئی شاذ و نادر فرد خارج نہ ہو لیکن پوری دنیا اکثریت پر ہی اعتماد کرتی ہے۔ اگر اکثر افراد اس کلیہ سے خارج نہیں ہوتے تو وہ کلیہ مسلمہ ہو جاتا ہے۔

امام اعمش کے متعلق اب تک جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اس کا بھی یہ حال ہے کیونکہ دو تین مواضع ایسے ہیں جہاں ائمہ فن نے تصریح فرمائی ہے کہ یہاں اعمش نے ابو صالح یا ابو وائل سے تدلیس کی ہے اور قرائن بھی اس کے موید ہیں تو ان مواضع کو مستثنیات میں سے قرار دیا جائے گا اور وہاں عدم سماع و عدم انقطاع تسلیم کیا جائے گا۔ بصورت دیگر جہاں ائمہ فن میں سے نہ کسی امام نے یہ تصریح فرمائی ہو کہ یہاں اعمش نے ابو صالح، ابو وائل یا ابراہیم وغیرہ سے تدلیس کی ہے اور نہ وہاں کچھ ایسے قرائن ہی موجود ہوں جن سے تدلیس کا شبہ پڑتا ہو تو وہاں یہ کلیہ صحیح ہو گا اور وہاں اعمش کی معنعن روایات بھی سماع پر محمول ہوں گی۔ واللہ اعلم" (ص 339)

شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے ایک مضمون لکھا ہے بنام "سلیمان الاعمش کی ابو صالح وغیرہ سے معنعن روایات کا حکم" (تحقیقی مقالات: ج 3 ص 300)۔ اس میں انہوں نے ایسی ہی اس کلیہ سے مستثنیٰ چند روایات پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اعمش کی ابو صالح، ابو وائل اور ابراہیم سے تمام معنعن روایات ضعیف ہیں۔ حالانکہ شیخ راشدی نے صراحت کر دی ہے کہ چند مستثنیات کی بنیاد پر اس اصول کلیہ کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا شیخ زبیر نے اس مضمون میں جتنی بھی مثالیں پیش کی ہیں وہ ان مستثنیات میں شامل ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس مضمون میں جتنی بھی مثالیں پیش کی گئی ہیں ان میں سے مشکل ہی کسی روایت میں اعمش نے واقعی میں اپنے ان شیوخ سے تدلیس کی ہے، بلکہ محض ان پر اعتراض ہیں۔

ذیل میں ہم ان مثالوں کا جائزہ لیتے ہیں:

پہلی مثال پیش کرتے ہوئے شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"(1) امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ نے ایک روایت کے بارے میں فرمایا: "حدیث الأعمش عن

أبي صالح: الإمام ضامن، لا أراه سمعه من أبي صالح" اعمش کی ابو صالح سے الامام ضامن والی

حدیث، میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے اسے ابو صالح سے سنا ہے۔ (تقدّمه الجرح والتعديل ص 82 وسندہ

صحیح)۔۔۔۔۔ معلوم ہوا کہ امام سفیان ثوری حافظ ذہبی کا مذکورہ قاعدہ نہیں مانتے تھے۔"

حالانکہ امام ثوری کا اعمش کی ابو صالح سے کسی خاص روایت پر کلام کرنے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ

یہ روایت اعمش نے ابو صالح سے اس لئے نہیں سنی کیونکہ انہوں نے لازماً تدلیس کی ہے بلکہ تدلیس کے

علاوہ اعمش کی غلطی یا وہم بھی اس انقطاع کی وجہ ہو سکتی ہے اور تو اور قرائن بھی اسی بات کی طرف

اشارہ کرتے ہیں۔

چنانچہ بعض روایات میں اعمش نے خود اس روایت کو نقل کرنے میں تردد اور شک کا اظہار کیا ہے، چنانچہ

امام احمد اپنی مسند میں نقل کرتے ہیں: "حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: حَدَّثْتُ عَنْ أَبِي

صَالِحٍ، وَلَا أَزَانِي إِلَّا قَدْ سَمِعْتُهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْإِمَامُ

ضَامِنٌ" عبد اللہ بن نمیر نے ہمیں اعمش سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا میں ابو صالح کے ذریعے حدیث

بیان کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث خود ان سے سنی ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: الامام ضامن۔۔۔۔۔

**اولا:** اس حدیث میں امام اعمش خود اسے ابو صالح سے روایت کرنے میں شک میں مبتلا ہیں تو ان کے

شک وہم کے بارے میں یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ تدلیس ہے جو قصد کی جاتی ہے؟

**ثانیا:** اگر امام ثوری کے محض "مجھے لگتا ہے" کو یقین پر محمول کیا جاسکتا ہے، تو امام اعمش کے اسی "مجھے

لگتا ہے" کو کیوں یقین پر محمول کر کے یہ نہیں کہا جاتا کہ اعمش نے یہ روایت ابو صالح سے سنی ہے؟

**ثالث:** اس حدیث میں دوسرے مقامات پر امام اعمش نے سماع کی تصریح بھی کر دی ہے لہذا تدلیس ہو یا وہم سب شبہات اس سے دور ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ امام طحاوی اس حدیث کی روایت میں فرماتے ہیں: "حدثنا أبو أمية قال: حدثنا سريج بن النعمان الجوهري قال: حدثنا هشيم , عن الأعمش قال: حدثنا أبو صالح , عن أبي هريرة , عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله" (شرح مشکل الآثار للطحاوی: 432/5، واسنادہ حسن)۔ اس میں امام اعمش نے بالیقین سماع کی تصریح کر دی ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اس کی سند میں ہشیم مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں لہذا اس میں تدلیس کا "احتمال" ہے، تو عرض ہے کہ امام ہشیم اس میں منفرد نہیں ہیں۔

ابراہیم بن احمد الرواسی نے بھی اعمش سے اپنی روایت میں سماع کی تصریح نقل کی ہے، چنانچہ امام دارقطنی فرماتے ہیں: "وقال إبراهيم بن حميد الرؤاسي: عن الأعمش، عن رجل، عن أبي صالح، عن أبي هريرة. قال الأعمش: وقد سمعته من أبي صالح" ابراہیم بن احمد الرواسی (ثقة) عن اعمش عن رجل عن ابو صالح عن ابو هريره کے طریق سے اس حدیث کو نقل کرتے ہیں، اور اعمش نے کہا: کہ میں نے یہ حدیث ابو صالح سے سنی ہے۔ (علل الدارقطنی: 10/195)۔

اس کے علاوہ اس حدیث کو امام اعمش سے "حفص بن غیاث" نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں: "حديث أبي هريرة رواه سفیان الثوري، وحفص بن غياث، وغير واحد، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم" ابو هريره کی حدیث کو سفیان الثوری، حفص بن غیاث اور دوسروں نے اعمش عن ابو صالح عن ابو هريره عن النبی ﷺ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ (سنن الترمذی: 1/402)۔

نیز حفص کی روایت کے لئے دیکھیں شرح مشکل الآثار (432/5، واسنادہ صحیح)۔ اور اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حفص کی اعمش سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔

لہذا اس حدیث میں اعمش پر تدلیس کا الزام رفع ہوا، والحمد للہ۔ اور اگر یہ روایت واقعی میں منقطع ہوتی تو بھی انقطاع کی وجہ تدلیس نہیں بلکہ اعمش کا وہم و شک ہو گا جیسا کہ انہوں نے خود اقرار کیا ہے۔

اس مثال کے بعد شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے دوسری، تیسری، پانچویں، چھٹی، بارہویں، اور تیرہویں مثالوں کے تحت امام حاکم، امام بیہقی، ابن القطان الفاسی، طحاوی، ابن الجوزی، اور ابن المدینی کے حوالے پیش کیے ہیں لیکن ان سب نے اسی الامام ضامن والی حدیث پر ہی کلام کیا ہے جس کا جواب اوپر دے دیا گیا ہے۔

شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ ایک اور مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اعمش کی عن ابو صالح والی ایک روایت کے بارے میں ابو الفضل محمد بن ابی الحسین احمد بن محمد بن عمار الہروی الشہید (متوفی 317ھ) نے فرمایا: "والأعمش كان صاحب تدليس فربما أخذ عن غير الثقات" اور اعمش تدلیس کرنے والے تھے، وہ بعض اوقات غیر ثقہ سے روایت لیتے (یعنی تدلیس کرتے) تھے۔ (علل الاحادیث فی کتاب الصحیح لمسلم بن الحجاج ج 1 ص 138 ح 35)"

حالانکہ اس حدیث میں بھی اصلاً امام اعمش نے تدلیس کی ہی نہیں۔ بلکہ جس حدیث کے تحت مؤلف نے یہ بات کہی ہے وہ صحیح مسلم کی ہی حدیث ہے اور ابو الفضل ابن عمار نے اس سے پہلے خود کہا ہے کہ: "وهو حديث رواه الخلق عن الأعمش عن أبي صالح فلم يذكر الخبر في إسناده غير أبي أسامة فإنه قال فيه عن الأعمش قال حدثنا أبو صالح" اس حدیث کو ایک جماعت نے اعمش سے نقل کیا ہے لیکن انہوں نے اس سند میں خبر (یعنی سماع) ذکر نہیں کیا ہے سوائے ابو اسامہ (ثقہ ثبت) کے کیونکہ انہوں

نے اعمش سے اپنی روایت میں کہا ہے: **عن اعمش قال حدثنا ابو صالح۔ (علل الاحادیث فی صحیح مسلم: 136/1)۔**

چنانچہ مصنف نے خود کہا ہے کہ اس روایت میں اعمش نے ابو صالح سے سماع کی تصریح کر دی ہے تو پھر اس میں تدلیس کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔

مزید مثال پیش کرتے ہوئے، شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**"دارقطنی نے الأعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں کہا: "ولعل الأعمش دلّسه عن حبيب وأظهر اسمه مرة، والله أعلم" اور شاید اعمش نے حبیب (بن ابی ثابت) سے تدلیس کی اور ایک دفعہ اس کا نام ظاہر کر دیا۔ واللہ اعلم (العلل الواردة ج 10 ص 95 ح 1888)"**

اس روایت میں امام دارقطنی کو خود بھی پورا یقین نہیں ہے کہ اعمش نے واقعتاً تدلیس کی ہے یا نہیں۔ اس لئے "شاید" ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہاں تدلیس کی ہو اور اس صورت میں یہ روایت ان مستثنیات میں شمار ہوگی جن کا ذکر شیخ محب اللہ راشدی نے کیا ہے۔ لیکن یہاں ایک اور "شاید" کی گنجائش بھی ہے اور وہ یہ کہ شاید اعمش نے یہاں تدلیس نہ کی ہو بلکہ ان سے روایت کرنے والے کی طرف سے غلطی ہو۔ لہذا یہاں یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اعمش نے تدلیس کی ہے۔ اور اگر تدلیس کی ہے تو اس خاص روایت کو اعمش کی ان مستثنیات میں شمار کیا جائے گا جن میں انہوں نے ابو صالح سے تدلیس کی ہے اور یہ نہیں کہ ان کی ابو صالح سے تمام معنعن روایات ضعیف ہو جاتی ہیں۔

نویں مثال دیتے ہوئے شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امام ابن خزمیہ نے اعمش عن ابی صالح والی ایک روایت کے بارے میں فرمایا: اسے اعمش نے ابو صالح سے سنا ہے اور اس میں تدلیس نہیں کی اور ابو سعید (الحدری رضی اللہ عنہ) کی حدیث اس سند کے ساتھ صحیح ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (دیکھئے کتاب التوحید ص 109 ح 160)"

یہاں پر کوئی کلام کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ امام ابن خزمیہ اور شیخ زبیر خود اقرار کر رہے ہیں کہ اس حدیث میں اعمش نے تدلیس نہیں کی ہے۔ لیکن شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا اس مثال سے وجہ استدلال یہ ہے کہ امام ابن خزمیہ نے اعمش کی روایت کے ابو صالح سے ہونے کے باوجود اس میں ان کی تدلیس پر تحقیق کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعمش کی ابو صالح سے تمام معنعن روایات کو سماع پر محمول نہیں سمجھتے تھے۔

البتہ اس کا جواب شیخ محب اللہ راشدی پہلے ہی اوپر دے چکے ہیں ان کے الفاظ کو میں دوبارہ یہاں نقل کرتا ہوں جو انہوں نے امام نووی کے قول کے جواب میں کہے تھے:

"لیکن میرے محترم یہ کوئی کلیہ تو نہیں کہ متقدم جو بھی کہے وہ صحیح ہوتا ہے اور جو ان سے متاخر کہے وہ صحیح نہیں ہوتا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ابو صالح سے اعمش کی روایت کے بارے میں یہ فرمایا کہ بغیر سماع کی تصریح کے ان کی روایت حجت نہیں تو یہ انہوں نے محض اس لئے کہا کہ اعمش معروف بالتدلیس ہے اس کی انہوں نے کوئی ٹھوس دلیل نہیں دی۔ اس کے برعکس حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی بات دلائل پر مبنی ہے جو آئندہ ان شاء اللہ ذکر کیے جا رہے ہیں۔ لہذا جب حافظ ذہبی رحمہ اللہ کو علم ہو گیا کہ اعمش کی ان شیوخ سے تدلیس نہیں کرتا تھا تو وہ امام نووی رحمہ اللہ پر حجت نہیں۔"



اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ امام ابن خزمیہ و دیگر تمام لوگ جن کی مثالیں شیخ زبیر رحمہ اللہ نے اس مضمون میں بیان کی ہیں، انہوں نے ابو صالح سے اعمش کے سماع کی تحقیق کی ہے تو یہ انہوں نے محض اس لئے کیا کہ اعمش معروف بالتدلیس ہے اس کی انہوں نے کوئی ٹھوس دلیل نہیں دی۔ اس کے برعکس حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی بات دلائل پر مبنی ہے۔ لہذا جب حافظ ذہبی رحمہ اللہ کو علم ہو گیا کہ اعمش ان ان شیوخ سے تدلیس نہیں کرتا تھا تو وہ امام ابن خزمیہ رحمہ اللہ یا دیگر کسی پر حجت نہیں۔

((من عرف حجة علي من لم يعرف - یعنی جو جانتا ہے وہ نہ جاننے والے پر حجت ہے))

آپ مزید لکھتے ہیں:

"آپ نے پہلے جو کچھ لکھا یا اس فقرہ میں امام نووی رحمہ اللہ کا حوالہ دیا ان میں اعمش کے ان تینوں ابراہیم، ابو وائل، ابو صالح کے متعلق کوئی خصوصی دلیل پیش نہیں کی گئی کہ یہ یا یہ دلیل ہے اس پر کہ اعمش واقعتاً ان تینوں سے بھی تدلیس کرتا تھا۔ ہر جگہ صرف یہ ہے کہ "الاعمش مدلس" یا "کان يدلس" لیکن ان کی تدلیس سے وہ (ذہبی رحمہ اللہ) غیر واقف نہیں۔ دیکھئے المیزان وغیرہ۔ یعنی حافظ ذہبی رحمہ اللہ اعمش کے مدلس ہونے کے منکر نہیں بلکہ وہ چند شیوخ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ ان سے تدلیس نہیں کرتا تھا لہذا وہ روایات جو ان سے مروی ہیں وہ اتصال پر مبنی ہیں اور یہ تخصیص متقدمین کی تصریحات کے علاوہ ان کی اپنی تحقیق پر مبنی ہے۔ حافظ ذہبی علم الروایہ والدرایہ دونوں میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور وہ نقد الرجال میں صاحب الاستقراء التام ہیں۔ جب وہ چند شیوخ خصوصاً ابراہیم ابو وائل و ابو صالح کی تخصیص کرتے ہیں تو لا محالہ ان کی یہ تخصیص علم و تحقیق کی روشنی پر مبنی ہوگی۔ انہوں نے اعمش کی روایات کو اچھی طرح پرکھا ہوگا۔ ان شیوخ سے جو روایات مروی ہیں ان کو دوسرے ثقات کی روایات سے مقابلہ اور ان سے موازنہ کیا ہوگا اور دواوین حدیث میں جو روایات اعمش کی ان شیوخ سے مروی ہیں ان پر دقت نظر ڈالی ہوگی، پھر اس تحقیق عمیق کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ وہ ان شیوخ سے تدلیس نہیں کرتا تھا۔"

لہذا اس مثال و دیگر تمام مثالوں میں ابن خزیمہ وغیرہ نے اعمش کی ابو صالح سے روایت پر تحقیق صرف اس لئے کی کیونکہ اعمش معروف بالتدلیس ہیں لیکن انہوں نے کبھی امام ذہبی کے اس فیصلے کے خلاف کوئی ٹھوس دلیل نہیں دی کہ امام اعمش سے واقعی ان شیوخ کی عام روایات میں ویسے ہی تدلیس ثابت ہے جیسے ان کی دیگر رواۃ سے ثابت ہے۔ امام ذہبی نے اپنی تحقیق کے بعد یہ تخصیص کی ہے جبکہ دیگر ائمہ نے بنا کسی تحقیق کے عام حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلے کیے ہیں۔

اعمش عن ابو صالح پر مذکورہ مثالوں کے بعد شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اعمش کی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے تدلیس ثابت کرنے کے لئے فرماتے ہیں:

"اعمش نے ابراہیم نخعی سے ایک روایت عن کے ساتھ بیان کی جس کے بارے میں امام عبد الرحمن بن مہدی نے فرمایا: 'هذا من ضعيف حديث الأعمش' یہ اعمش کی ضعیف حدیثوں میں سے ہے۔ (کتاب اللعل للامام احمد: 2/413 ت 2845 وسندہ صحیح)"

اللہ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ پر رحم کرے، یہ مثال بہت عجیب ہے نہ تو اس میں کہیں دور دور تک یہ اشارہ ہے کہ اعمش نے اس میں تدلیس کی ہے اور نہ ابن مہدی کے قول میں کہیں کوئی اشارہ ہے کہ یہ حدیث اعمش کے عنعنہ یا تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے!

اس بات کا ثبوت کہاں ہے کہ ضعف کے بے شمار اسباب میں سے یہاں تدلیس ہی مراد ہے؟ یا پھر ایسا ہے کہ ضعیف حدیث کا صرف ایک ہی سبب ہو سکتا ہے اور وہ ہے تدلیس، دوسرا کوئی نہیں؟؟؟ مزید یہ کہ اگر اس روایت میں وجہ ضعف تدلیس ہوتی تو امام ابن مہدی یا تو اسے منقطع کہتے یا یہ کہتے کہ یہ روایت اعمش نے ابراہیم سے نہیں سنی جیسا کہ محدثین کا طریقہ ہے اور یہ کہ ضعف اس مجھول شخص

سے آیا ہے جس کو سند سے گرایا گیا ہے۔ لیکن یہاں امام ابن مہدی نے ضعف کو امام اعمش کی طرف منسوب کیا ہے، گویا یہ حدیث ان کی نکارت، حافظہ، یا ان کے اپنے کسی دوسرے نقص کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اگر وجہ ضعف تدلیس ہوتی تو ضعف کو امام اعمش کی طرف منسوب نہ کیا جاتا بلکہ اس مجھول شخص کی طرف منسوب کیا جاتا جس سے اعمش نے یہ روایت لی ہے۔  
لہذا بغیر کسی دلیل یہاں وجہ ضعف تدلیس بتانا بالکل غلط ہے۔

اعمش کی ابراہیم سے تدلیس کے ثبوت کے لئے شیخ زیر دوسری مثال پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:  
"اعمش عن ابراہیم النخعی والی ایک روایت کے بارے میں سفیان (ثوری) نے فرمایا: اعمش نے (نماز میں) ہنسنے کے بارے میں ابراہیم والی حدیث نہیں سنی۔ (کتاب العلل لامام احمد 2/67 ت 1569، وسندہ صحیح، تقدمه الجرح والتعديل ص 72 وسندہ صحیح)"

عرض ہے کہ یقیناً یہ روایت اعمش اور ابراہیم کے درمیان منقطع ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس انقطاع کی وجہ لازماً تدلیس ہی ہے؟؟ تو جواب ہے ہرگز نہیں بلکہ اس روایت میں انقطاع کی وجہ امام اعمش کی اپنی غلطی اور حافظے میں چوک ہے۔ اس روایت کو ابراہیم سے روایت کرنے میں امام اعمش کو غلطی لگی ہے اور اس بات کا اقرار خود انہوں نے کیا ہے اور حیرانگی کی بات ہے کہ اس بات کی وضاحت امام احمد نے امام سفیان کے اسی مذکورہ قول کے ساتھ ہی کر دی تھی جس کا ذکر شیخ زیر نے اوپر کیا ہے لیکن انہوں نے شاید اسے نظر انداز کر دیا۔ چنانچہ امام احمد فرماتے ہیں:

"قال وكيع قال الأعمش أرى إبراهيم ذكروه" و كيع کہتے ہیں کہ اعمش نے (اس حدیث کی روایت کے وقت) کہا مجھے لگتا ہے کہ اس حدیث کو ابراہیم نے ذکر کیا تھا۔ (کتاب العلل)

یعنی امام اعمش کو شک ہے کہ انہوں نے یہ حدیث ابراہیم سے لی ہے یا کسی اور سے۔ لہذا امام اعمش کے شک کو تدلیس بتانا بہت بڑی غلطی ہے۔ وہم اور شک تو ہر کوئی کرتا ہے تو کیا ہر وہم کرنے والا مدلس ٹھہرے گا؟؟

اور تو اور امام احمد نے ایک دوسری جگہ اس بات کی مزید وضاحت فرمائی ہے کہ یہ روایت امام اعمش کے شک کی وجہ سے منقطع ہے نہ کہ تدلیس کی وجہ سے، چنانچہ امام ابو داؤد السجستانی فرماتے ہیں:

"سمعت أحمد، يقول في حديث الأعمش، عن إبراهيم " أن رجلا ضحك خلف النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة، فأمره النبي صلى الله عليه وسلم أن يعيد الوضوء والصلاة , قال أحمد: يقول الأعمش: أرى إبراهيم، قال: يعلم أنه ليس من حديث إبراهيم المشهور، يعني بقوله: لما قال وأبهم، يعني: بقوله أرى " میں نے احمد کو اعمش کی ابراہیم سے حدیث کے متعلق کہتے سنا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پیچھے نماز کے دوران ہنس پڑا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے وضوء اور نماز دونوں کو دہرانے کا حکم دیا۔ امام احمد کہتے ہیں کہ اعمش نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ میرا خیال ہے ابراہیم نے اسے روایت کیا ہے۔ نیز احمد نے کہا: اعمش کو اس بات کا علم تھا کہ یہ حدیث ابراہیم کی مشہور حدیث میں سے نہیں ہے یعنی اعمش کے وہم کرنے کی وجہ سے یعنی ان کے 'میرا خیال ہے' کہنے کی وجہ سے۔ (مسائل الامام احمد روایت ابی داؤد السجستانی: 1/ 414-415)۔

لہذا اس حدیث میں وجہ انقطاع وہم ہے نہ کہ تدلیس۔

آگے شیخ زبیر اعمش کی ابودائل سے تدلیس کے ثبوت کے لئے فرماتے ہیں:

"اعمش عن ابودائل والی ایک روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا: نہ اسے ہشیم نے اعمش سے سنا ہے اور نہ اعمش نے اسے ابودائل سے سنا ہے۔ (کتاب العلل: 2/ 252 ت 2155)"

امام اعمش نے اس حدیث میں بھی اصلاً کوئی تدریس نہیں کی ہے۔ امام احمد کے یہ کہنے کہ "اعمش نے اسے ابو وائل سے نہیں سنا" کی وجہ انہوں نے ایک دوسری روایت میں بیان کر دی ہے۔ چنانچہ مہنا فرماتے ہیں کہ میں نے احمد سے پوچھا کہ پھر یہ حدیث اعمش نے کس سے سنی ہے؟ تو امام احمد نے جواب دیا:

"كان الأعمش يرويه عن الحسن بن عمرو الفقيمي عن أبي وائل فخرج الحسن بن عمرو وجعله عن أبي وائل ولم يسمع منه" اعمش نے اس حدیث کو الحسن بن عمرو الفقیمی عن ابو وائل کے طریق سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے الحسن بن عمرو کو نکال دیا اور ابو وائل سے براہ راست روایت کر دی، اور یہ انہوں نے ان سے نہیں سنی۔ (جامع التحصیل: 1/189)۔

الغرض امام احمد کے مطابق یہ حدیث اعمش نے ابو وائل سے اس لئے نہیں سنی کیونکہ ایک دوسرے طریق میں اعمش اور ابو وائل کے درمیان الحسن بن عمرو کا واسطہ موجود ہے۔ حالانکہ اس واسطہ کے ساتھ یہ سند ضعیف ہے لہذا اس ضعیف سند کی بناء پر اس کو منقطع کہنا ٹھیک نہیں ہے۔

چنانچہ الحسن بن عمرو الفقیمی کی اس روایت کو امام ابن عدی نے الکامل میں اس طرح روایت کیا ہے:

"حدثنا ابن صاعد، حدثنا عبد الجبار بن العلاء، حدثنا عمرو بن عبد الغفار الفقيمي الكوفي لقيته بمكة، [عن الأعمش] <sup>(1)</sup> حدثنا الحسن بن عمرو عن شقيق بن سلمة، عن عبد الله قال لقد رأيته ما أكف شعرا، ولا ثوبا، ولا نتوضأ من موطىء." (الکامل لابن عدی: 6/253)۔

اس سند میں دیکھا جاسکتا ہے کہ امام اعمش سے اس روایت کو واسطہ کے ساتھ روایت کرنے والا عمرو بن عبد الغفار الفقیمی ہے اور یہ ضعیف ہے اور امام ابن عدی نے بھی اس کی اعمش سے تمام روایات کو غیر

---

1- الکامل میں "عن الأعمش" کا حوالہ چھوٹ گیا ہے جو کہ غلطی ہے جبکہ سیاق و سباق پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اعمش کا واسطہ موجود ہے۔ اور امام احمد کی بات بھی اس پر تائید کرتی ہے کہ اس حدیث کو اعمش کے ذریعے حسن بن عمرو سے روایت کیا گیا ہے۔

محفوظ کہا ہے، چنانچہ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد امام ابن عدی فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث، عن الأعمش غير محفوظة" اور یہ تمام روایتیں اعمش سے غیر محفوظ ہیں۔

لہذا کسی غیر محفوظ روایت میں وارد واسطے کی بنا پر بغیر واسطے والی روایت کو منقطع نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے یہاں امام اعمش پر تدریس کا الزام غلط ہے۔

آخری مثال پیش کرتے ہوئے شیخ زبیر فرماتے ہیں:

"اعمش عن ابی وائل والی ایک روایت کے بارے میں ابو زرہ الرازی نے فرمایا: "الأعمش ربما دلس" اعمش بعض اوقات تدلیس کرتے تھے۔ (علل الحدیث لابن ابی حاتم: 1/ 14 ح 9)"

حالانکہ جس روایت کے تحت امام ابو زرہ نے یہ کہا ہے وہ بخاری و مسلم کی متفقہ روایت ہے اور اس روایت میں امام اعمش نے ابو وائل سے ایک سے زائد مقامات پر سماع کی تصریح کر دی ہے مثلاً دیکھئے مسند احمد (ح 23241، 23414)۔ اس کے علاوہ امام ابو زرہ خود فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ان سے روایت کرنے والوں میں امام شعبہ، اور امام یحییٰ بن سعید القطان بھی شامل ہیں اور ان دونوں کی روایات اپنے شیوخ سے سماع پر محمول ہوتی ہیں، الغرض اس روایت کا شعبہ اور القطان سے ہونے کے باوجود بھی اگر امام ابو زرہ نے اس میں اعمش کی تالیس کا ذکر کیا ہے تو کیا ہمیں یہ بھی مان لینا چاہیے کہ شعبہ اور قطان کی روایات اعمش سے سماع پر محمول نہیں ہوتیں؟! حالانکہ اس بات کے خود شیخ زبیر بھی قائل نہیں تھے۔ لہذا یہ سولہویں اور آخری مثال بھی صحیح نہیں ہے۔

شیخ زبیر نے امام اعمش کی ان تین شیوخ سے تدلیس ثابت کرنے کے لئے 16 مثالیں پیش کی ہیں اور حیرانگی کی بات ہے کہ ان سولہ کی سولہ مثالوں میں امام اعمش سے تدلیس کا ثبوت نہیں ملتا! لہذا امام ذہبی

کی بات بالکل صحیح ثابت ہوتی ہے اور اس کے خلاف اب تک ایک بھی مثال ایسی نہیں ملی جس میں واقعتاً امام اعظم نے ان شیوخ سے تدلیس کی ہو! اور اگر ایک دو مثالیں مل بھی جائیں تو ان سے اس اصول پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اور وہ مثالیں محض اس کلیہ سے مستثنیٰ ہوں گی۔

## امام اعظم رحمہ اللہ کے بعض اقوال وعقائد

**1- عثمان بن علی روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام اعظم کو کہتے سنا:**

"إذا رأيت الشيخ، لم يقرأ القرآن، ولم يكتب الحديث، فاصفع له، فإنه من شيوخ القمر". قال أبو صالح: قلت لأبي جعفر: ما شيوخ القمر؟ قال: شيوخ دهريون، يجتمعون في ليالي القمر، يتذكرون أيام الناس، ولا يحسن أحدهم أن يتوضأ للصلاة"

"جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ قرآن کریم نہیں پڑھتا اور حدیث نہیں لکھتا تو اس سے دور رہو وہ شیخ القمر ہے۔" ابو صالح کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر (راوی) سے پوچھا: شیخ القمر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "شیخ القمر اُن دہریہ لوگوں کو کہتے ہیں جو چاندنی رات میں جمع ہو کر تاریخی واقعات میں بڑی دون کی لیتے ہیں اور مسائل دینیہ میں ان کی جہالت کا یہ حال ہوتا ہے کہ اچھی طرح وضوء کرنا بھی نہیں جانتے۔"

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب: 1/67، والمحدث الفاضل: ص 306)

**2- امام اعظم نے فرمایا:**

"إنما مثل أصحاب هذا الرأي مثل رجل خرج بليل، فرأى سوادا، فظن أنها ثمرة فإن أخطأه يكون عقربا أو يكون جرو كلب"

"اصحاب الرائے کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے جو رات کے اندھیرے میں باہر نکلتا ہے تو ایک کالی چیز پر اس کی نظر پڑتی ہے اور سوچتا ہے کہ یہ کھجور ہے اگرچہ وہ غلط نکلے اور وہ چیز کچھویا کتے کا پلہ ہو۔" (الابانہ الکبری لابن بطہ: 1/423)

### 3- ابو ہریرہ المکتاب حباب بیان کرتے ہیں کہ:

"کنا عند الأعمش فذكروا عمر بن عبد العزيز وعدله، فقال الأعمش: " فكيف لو أدركتم معاوية؟ قالوا: يا أبا محمد، يعني في حلمه؟ قال: لا والله، ألا بل في عدله " "هم أعمش کے پاس بیٹھے تھے کہ بعض لوگوں نے عمر بن عبد العزیز اور ان کے عدل کا ذکر چھیڑا تو اعمش نے کہا: تمہاری حالت کیسی ہوتی اگر تم معاویہ کو پالیتے؟ تو لوگوں نے پوچھا اے ابو محمد، آپ کا مطلب ان کے حلم سے ہے؟ کہا نہیں اللہ کی قسم بلکہ میرا مطلب ان کے عدل سے ہے۔"

(السنہ لابی بکر بن خلال: 1/437، والمنہاج لابن تیمیہ: 6/233، واسنادہ صحیح الی ابو ہریرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ امام اعمش تمام صحابہ کی عزت کرتے تھے اور کسی پر ملامت نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ معاویہ پر بھی نہیں رضی اللہ عنہ اور انہیں عادل جانتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تشیع کس قدر ہلکا تھا، اگر واقعتاً ان کا شیعہ ہونا ثابت ہے تو۔

### 4- امام لاکائی اپنی سند سے محمد بن احمد بن عمرو بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے اپنے والد کو کہتے سنا:

"ما رأيت مجلسا يجتمع فيه من المشايخ أنبل من مشايخ اجتمعوا في مسجد جامع الكوفة في وقت الامتحان فقرأ عليهم الكتاب الذي فيه المحنة فقال أبو نعيم: أدركت ثمانمائة شيخ ونيفا وسبعين شيخا -منهم الأعمش فمن دونه- فما رأيت خلقا يقول بهذه المقالة -يعني بخلق القرآن- ولا تكلم أحد بهذه المقالة إلا رمي بالزندقة، فقام أحمد بن يونس فقبل رأس أبي نعيم وقال: جزاك الله عن الإسلام خيرا"



"میں نے کوئی ایسی مجلس نہیں دیکھی جس میں ایسے باوقار مشائخ جمع ہوتے ہوں جیسے کوفہ کی جامع مسجد میں آزمائش کے وقت ہوئے تھے۔ ان پر ایک کتاب قراءت کی گئی جس میں آزمائش کا ذکر تھا تو ابو نعیم نے فرمایا: میں نے آٹھ سو ستر اور کچھ شیوخ سے ملاقات کی ہے۔ جن میں ایک اعمش بھی شامل ہیں۔ پس میں نے کسی مخلوق کو بھی قرآن کے مخلوق ہونے کا یہ مقالہ کہتے نہیں سنا، اور جو کوئی بھی اس مقالے کو کہتا تھا وہ اس کو زندیق کہتے تھے۔" یہ سن کر احمد بن یونس کھڑے ہوئے اور ابو نعیم کا سر چوما اور کہا: اللہ تمہیں اسلام کا بہترین اجر دے۔

(شرح اصول الاعتقاد: 2/304)

**5-** امام جریر بن عبد الحمید روایت کرتے ہیں کہ:

"«الإيمان قول وعمل»، وكان الأعمش ومنصور ومغيرة وليث وعطاء بن السائب وإسماعيل بن أبي خالد وعمارة بن القعقاع والعلاء بن المسيب وابن شبرمة وسفيان الثوري وأبو يحيى صاحب الحسن وحمزة الزيات يقولون: «نحن مؤمنون إن شاء الله، ويعيرون علي من لا يستشي»"

"ایمان قول و عمل کا نام ہے۔ امام اعمش، منصور، لیث، عطاء بن السائب، اسماعیل بن ابی خالد، عمارہ بن القعقاع، علاء بن مسیب، ابن شبرمہ، سفیان الثوری، ابویحییٰ صاحب الحسن، اور حمزہ الزیات کہا کرتے تھے تھے کہ 'اگر اللہ نے چاہا تو ہم مؤمن ہیں' اور وہ ان لوگوں پر عیب جوئی کیا کرتے تھے جو (ایمان میں) استثناء کے قائل نہ تھے۔"

(السنن لعبد اللہ: 94، الابانہ: 2/1194، الشریعہ: 1/313/300)

**6-** سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ امام اعمش نے فرمایا:

"كنا نعد أهل السوق شرارنا وإنا لنعدهم اليوم خيارنا"

"بازاروں میں رہنے والے لوگوں کو ہم سب سے شریر جانتے تھے، لیکن آجکل (لوگوں کہ کیا ہو گیا ہے کہ) انہیں سب سے اچھے لوگوں میں شمار کرتے ہیں۔"

(حلیۃ الاولیاء: 50/5، اسنادہ صحیح)

**7-** حمید بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں نے اعمش کو کہتے سنا:

"لا تنشروا اللؤلؤ تحت أظلاف الخنازير"

"موتیوں کو سُوروں کے پاؤں تلے مت روندو" یعنی ان لوگوں میں علم کو رسوا نہ کرو جو اس کے اہل ہی نہیں۔

(حلیۃ الاولیاء: 52/5، اسنادہ صحیح)

## امام اعمش رحمہ اللہ کی وفات

امام ذہبی فرماتے ہیں: "قالوا: مات الأعمش في ربيع الأول، سنة ثمان وأربعين ومائة، بالكوفة" محدثین نے کہا ہے کہ اعمش نے ربیع الاول سن 148 ھ کو کوفہ میں وفات پائی۔

(سیر اعلام النبلاء: 6/245)

---